هفت روزہ

پرچہ نمبر

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

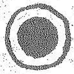
۷ اپریل ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

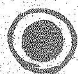
زائرانِ حرم بڑھے جا رہے ہیں

بدرالدین بدرؔ - نوگادی



پئے بہرِ طاعت بڑھے جا رہے ہیں — بہ جوشِ عقیدت بڑھے جا رہے ہیں
غلامانِ احمدؐ مدینے کی جانب — بہ شوقِ زیارت بڑھے جا رہے ہیں
خدا کی قسم عارفِ جامِ وحدت — بہ حکمِ مشیّت بڑھے جا رہے ہیں
سما کر نگاہوں میں نقشہ حرم کا — فدائے رسالت بڑھے جا رہے ہیں
زباں پر ہے لبیک لبیک پیہم — برائے عبادت بڑھے جا رہے ہیں
حقیقی مسرّت سے سرشار ہو کر — بصد شان و شوکت بڑھے جا رہے ہیں
دیارِ محمدؐ کو دیکھیں گے جا کر — یہ دل میں ہے حسرت بڑھے جا رہے ہیں
ادا کرنے کعبے میں حج کا فریضہ — سعیدانِ قسمت بڑھے جا رہے ہیں
دلوں میں لئے سوز و سازِ حقیقت — بہ فرطِ مسرّت بڑھے جا رہے ہیں
قدم چاہِ زمزم پہ جا کر رکے گا — پرستارِ وحدت بڑھے جا رہے ہیں
منیٰ اور عرفات کی سرزمیں پر — خلیلِ مودّت بڑھے جا رہے ہیں

کہاں تک ہوں اے بدرؔ سجدوں پہ سجدے
حدودِ محبت بڑھے جا رہے ہیں



ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | ۲۱ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۶۱ء | شمارہ ۴۸

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحانات

عرصہ دو سال سے پاکستان کے عربی دینی مدارس نے مل کر ایک وفاق بنایا۔ جس کی عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے بغیر دینی مدارس کا انتشار نصاب تعلیم کا اختلاف، طلبہ کے داخل خارج ہونے کی بے قاعدگی، سندات کی ہر جگہ تقسیم اور معیار علم و فضل کی عدم تحدید وغیرہ تکلیف دہ امور سوہان روح تھے۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری ملتان، اور حضرت مولانا احتشام الحق صاحب کراچی جیسے بزرگان ملت نے اس طرف توجہ فرمائی اور تھوڑے ہی دنوں میں وفاق کی تشکیل ہو کر مختلف قسم کی کمزوریوں کی اصلاح کی طرف ارباب حل و عقد نے توجہ مبذول فرما دی۔

مختلف تجاویز و اصلاحات کے ساتھ ساتھ اس سال وفاق نے تمام ملحقہ فوقانی مدارس کے امتحانات کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تاکہ ہر جگہ تعلیمی معیار بلند اور علم و فضل کے مطابق سندات دی جا کر ایک دینی یونیورسٹی کے طرز پر نظم و نسق قائم ہو سکے۔

اس سال کا پہلا امتحان آسان کام نہ تھا۔ یہ طلبۂ حدیث کا امتحان نہ تھا بلکہ خود وفاق المدارس کے ارباب حل و عقد کا امتحان تھا۔

وفاق المدارس کے اس امتحان کی روداد ہمارے سامنے ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ وتبارک کہ ہمارے عربی دینی کا یہ ادارہ عالیہ بفضلہ تعالیٰ اس امتحان میں نہایت سرخرو ہوا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ علوم اسلام کے ایسے حاملین ملک و ملت کی بڑی سے بڑی خدمات انجام دینے کے اہل ہیں۔ یہ علماء دین کا کمال نہیں بلکہ علم دین کی لطافت، برکت کا کمال ہے۔ جس کے صحیح .... علمبردار اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہر مشکل پر قابو پا سکتے ہیں۔

سرمایہ کی کمی اور وسائل کا فقدان ظاہر ہے۔ مگر باوجود اس کے سینکڑوں مدارس کو ایک سلک میں پرو دینا پھر ملک بھر میں اس قلیل عرصہ میں اتنا اہم کام انجام دینا سلف صالحین کے کارناموں کی صحت و صداقت کی دلیل ہے۔

اس امتحان میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب مہتمم خیر المدارس ملتان کی سرپرستی، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ وفاق المدارس کی سرگرمی فطانت اولوالعزمی اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی مدرس مدرسۂ عربیہ اسلامیہ کراچی کی عرقریزی سے جو کٹھن کام سرانجام ہوا۔ وہ ہمارے عربی و دینی مدارس کے خوش آئند مستقبل کا پتہ دیتا ہے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری مہتمم مدرسہ اسلامیہ کراچی نیوٹاؤن نے اس تمام کارروائی میں جس ایثار و تعاون کا ثبوت دیا ہے۔ وہ لائق صد مبارکباد ہے۔

امتحانات میں رازداری اور امتحانی تقاضوں کا اس درجہ خیال رکھا گیا۔ اور سب کے سب معاملات اس طرح کامیاب ہوتے رہے کہ بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے ذمہ دار حضرات بھی ان مہمات امور سے اس طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتے مندرجہ ذیل چند امور سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ پہلا امتحان کس درجہ کا بہترین امتحان تھا۔

امتحان کے سلسلہ میں ضروری قرار دیا گیا کہ :-

(۱) حدیث کے پرچے ایسے علماء حدیث سے نہ بنوائے جائیں جو خود متعلقہ مدارس میں مدرس اور جن کے شاگرد امتحان میں شریک ہوں۔

(۲) حضرات ممتحنین کو لکھ دیا گیا تھا، کہ ہر پرچہ کے تین سوال ہوں اور ہر سوال دو اجزاء پر مشتمل ہو ا۔ ب اور دونوں کے نمبر مساوی ہوں اور طلبہ کو کسی ایک کو حل کرنے کی اجازت ہو۔ تاکہ نامناسب سختی بھی نہ ہو۔ لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ امتحان کھیل بن کر رہ جائے۔

(۳) تشکیل امتحان کا مکمل خاکہ تیار کر کے ضروری حصہ کو قبل از وقت طبع کر دیا۔ اور ناظمین و ممتحنین کے نام طریق کار سائکلو اسٹائل کرا کر روانہ کر دیا گیا۔

(۴) فارم داخلہ اور قواعد و ضوابط امتحان دس رجب تک تمام مدارس کو بھیج دیئے گئے۔

(۵) تمام مغربی پاکستان کے مدارس فوقانیہ کے طلبہ حدیث کے امتحان کے لئے چودہ مراکز (سنٹر) مقرر کئے گئے۔ جن کے لئے ملک کے بہترین اور دیانتدار و ذمہ دار علماء کرام ناظم چنے گئے امتحانات کو مقامی اساتذہ کے حوالہ نہیں کیا گیا۔ چنانچہ چودہ سنٹروں اور ان کے ناظم حضرات کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں :-

(۱) سنٹر دار العلوم الاسلامیہ چارسدہ ضلع پشاور اور ناظم امتحان حضرت مولانا مفتی سیاح الدین صاحب کاکاخیل صدر مدرس مدرسہ .... اشاعت العلوم لائل پور۔

(۲) سنٹر دار العلوم سرحد پشاور۔ ناظم امتحان حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب صدر مدرس جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک۔

(۳) سنٹر جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک۔ ناظم امتحان حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب صدر مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

(۴) سنٹر دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ناظم امتحان حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب شیخ الحدیث چارسدہ۔

(۵) سنٹر دار العلوم غلجی کنڈر خیل ضلع پشاور ناظم امتحان حضرت مولانا محمد عمر صاحب مدرس دار العلوم سرحد پشاور۔ (باقی صک پر)

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ر شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۱ر مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد:۔

نماز کے صحیح اوقات

جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں

پہلی حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَقْتُ الظُّھْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَ کَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ کَطُوْلِہٖ مَا لَمْ یَحْضُرِ الْعَصْرُ وَ وَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ یَغِبِ الشَّفَقُ وَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ الْاَوْسَطِ وَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِکْ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّھَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے ۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ظہر کا وقت وہ ہے ، جب کہ دوپہر ڈھل جائے ۔ اور آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو۔ جب تک کہ عصر کا وقت نہ آ جائے ۔ اور عصر کا وقت وہ ہے ، جو اس کے بعد ہو داس وقت تک ، جب تک کہ سورج زرد نہ ہو جائے ۔ اور مغرب کا وقت داس وقت تک رہتا ہے ، جب تک کہ شفق غائب نہ ہو۔ اور عشاء کی نماز آدھی رات تک ہے ۔ اور فجر کی نماز کا وقت صبح کے ظاہر ہونے سے آفتاب کے نکلنے تک ہے ۔ پس جب سورج نکل آئے تو نماز سے باز رہ ۔ اس لئے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے ۔ (رواہ مسلم)

دوسری حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَمَّنِیْ جِبْرَئِیْلُ عِنْدَ الْبَیْتِ مَرَّتَیْنِ فَصَلّٰی بِیَ الظُّھْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَ کَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاکِ وَ صَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَ صَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ حِیْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَ الشَّرَابُ عَلَی الصَّائِمِ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ صَلّٰی بِیَ الظُّھْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَہٗ وَ صَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَیْہِ وَ صَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَ صَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَ صَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ھٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِکَ وَالْوَقْتُ مَا بَیْنَ ھٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ

رواہ ابوداؤد والترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے دو مرتبہ خانہ کعبہ کے قریب میری امامت کی۔ یعنی مجھ کو نماز پڑھائی ۔ پس مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی ۔ جبکہ آفتاب ڈھل گیا تھا اور سایہ اصلی مانند تسمہ کے تھا۔ اور نماز پڑھائی مجھ کو عصر کی جبکہ ہر چیز کا سایہ اصلی کو چھوڑ کر اس کے برابر ہو گیا ۔ اور مجھ کو مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار افطار کرتا ہے اور مجھ کو عشاء کی نماز پڑھائی ۔ جبکہ شفق غائب ہو گئی ۔ اور مجھ کو فجر کی نماز پڑھائی ۔ جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے ۔ پھر جب دوسرا دن ہوا ۔ تو مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا ۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی ۔ جس وقت روزہ دار افطار کرتا ہے ۔ اور عشاء کی نماز پڑھائی تہائی رات تک ۔ اور فجر کی نماز پڑھائی ۔ پس صبح کو خوب روشن کیا ۔ پھر جبرئیل (علیہ السلام) میری طرف متوجہ ہوئے ۔ اور فرمایا۔ اے محمدؐ ! یہ وقت تو ہے ۔ تجھ سے پہلے انبیاءؑ کا ۔ اور تیری نماز کا وقت ان وقتوں کے درمیان میں ہے ۔

(ابوداؤد ۔ ترمذی)

تیسری حدیث

عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ حَیَّۃٌ فَیَذْھَبُ الذَّاھِبُ اِلَی الْعَوَالِیْ فَیَاْتِیْھِمْ وَ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ وَ بَعْضُ الْعَوَالِیْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَمْیَالٍ اَوْ نَحْوِہٖ ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالے عنہ) سے روایت ہے ۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے ۔ اور سورج بہت بلند ہوتا تھا ۔ اور بعض عوالی مدینہ منورہ سے چار میل تک ہوتے تھے یا مثل چار میل کے ۔ (متفق علیہ)

چوتھی حدیث

عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَ کَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالے عنہ) سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ یہ منافق کی نماز ہے

بیٹھا رہتا ہے۔ سورج کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا رنگ زرد ہو جائے۔ اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جائے۔ اٹھتا ہے۔ پھر چار ٹکریں مار لیتا ہے۔ ان میں اللہ تعالےٰ کا بہت تھوڑا ذکر کرتا ہے۔ (رواہ مسلم)۔

پانچویں حدیث

عن ابن عمر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الذی یفوتہ صلوٰۃ العصر فکانما وتر اہلہ و مالہ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جس کی نمازِ عصر فوت ہو جائے (اس کی حالت ایسی ہے کہ) گویا اس کے اہل وعیال اور مال لوٹ لئے گئے۔

یعنی

جس طرح اس شخص کی مصیبت ہے۔ جس کے اہل وعیال اور مال لوٹ لئے جائیں۔ عصر کی نماز فوت ہونے پر گویا کہ اس کو بھی ایسا ہی صدمہ پہنچا۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

چھٹی حدیث

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَیَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَ اِنَّہٗ لَیُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِہٖ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے۔ کہ ہم مغرب کی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کے ساتھ پڑھتے تھے۔ پس واپس ہوتا ہم میں سے کوئی۔ اور دیکھ سکتا تھا وہ اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو۔ (بخاری اور مسلم)

یعنی

نمازِ شام اتنی سویرے پڑھتے تھے کہ نماز سے فارغ ہو کر اتنا ابھی اجالا ہوتا تھا۔ کہ اگر کمان سے تیر مارا جائے تو اس تیر کے گرنے کی جگہ نظر آتی تھی۔

ساتویں حدیث

عَنْ عَلِیٍّ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ) قَالَ یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْھَا اَلصَّلٰوۃَ اِذَا اَتَتْ وَ الْجَنَازَۃَ اِذَا حَضَرَتْ وَ الْاَیِّمَ اِذَا وَجَدْتَ لَھَا کُفُوًا۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے فرمایا۔ اے علی! تین کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیئے ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے۔ دوسرے جنازہ میں جبکہ تیار ہو جائے۔ اور تیسرے غیر منکوحہ عورت کے نکاح میں۔ جب کہ اس کا کفو (ہم قوم مرد) پایا جائے۔ (ترمذی)

آٹھویں حدیث

عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِیْجٍ قَالَ نُصَلِّی الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ثُمَّ یُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَاْکُلُ لَحْمًا نَضِیْجًا قَبْلَ مَغِیْبِ الشَّمْسِ۔ متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ ہم نمازِ عصر پڑھا کرتے تھے، ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے۔ پھر اونٹ ذبح کیا جاتا تھا۔ پھر اس کے گوشت کے دس حصے کئے جاتے تھے۔ پھر پکایا جاتا تھا۔ پھر ہم وہ بھنا ہوا گوشت کھایا کرتے تھے۔ سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔ (بخاری و مسلم)

(اندازہ کیجئے! کہ اس کام میں کتنی دیر لگتی ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نماز عصر آپ بہت سویرے اوّل وقت میں پڑھا کرتے تھے۔

(اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو بھی آپ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔)

نماز کے فضائل

پہلی حدیث

عن عمارۃ بن رویبۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول لن یلج النار احد صلی قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا یعنی الفجر والعصر رواہ مسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عمارہ بن رویبہ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم سے سُنا ہے۔ فرمایا ہرگز نہیں داخل ہو گا آگ میں کوئی ایک جس نے نماز پڑھی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔ یعنی فجر اور عصر۔ اس روایت کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من صلی البردین دخل الجنۃ۔ متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت ابی موسیٰ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے جس شخص نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ یعنی صبح اور عشا کی نماز۔ اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تیسری حدیث

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل و ملائکۃ بالنہار و یجتمعون فی صلوٰۃ الفجر و صلوٰۃ العصر ثم یعرج الذین باتوا فیکم فیسألھم ربھم وھو اعلم بھم کیف ترکتم عبادی فیقولون ترکناھم و ھم یصلون و اتیناھم و ھم یصلون متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ کہ آتے رہتے ہیں تم میں فرشتے رات کے اور فرشتے دن کے۔ اور جمع ہوتے ہیں یہ فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں۔ پھر جب واپس جاتے ہیں وہ فرشتے جو تم میں رہے تھے۔ پس ان کا رب ان سے پوچھتا ہے اور وہ رب ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ پس وہ کہتے ہیں۔ کہ ان کو ہم نے نماز پڑھتے چھوڑا ہے۔ اور جب ہم ان کے پاس پہنچے

تھے۔ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے (بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔)

چوتھی حدیث

عن ابی ھریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستھموا علیہ لاستھموا ولو یعلمون ما فی التھجیر لاستبقوا الیہ ولو یعلمون ما فی العتمۃ والصبح لاتوھما ولو حبوا۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے۔ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آذان دینے میں کتنا ثواب ہے اور جماعت کی پہلی صف میں کھڑے ہونے میں کیا اجر ہے۔ تو اس کو نہ پانے کی صورت میں وہ قرعہ ڈال کر اس کو حاصل کریں۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز کو سویرے جانے کا کتنا ثواب ہے۔ تو وہ دوڑ کر جائیں۔ اور اگر عشاء اور صبح کی فضیلت معلوم ہو جائے۔ تو وہ ان نمازوں میں آنے کے لئے قوت نہ ہونے کی حالت میں سرین کے بل چل کر بھی آئیں۔ (بخاری و مسلم)

بقیہ اداریہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحانات

(ص ۳ سے آگے)

(۶) سنٹر دارالعلوم العربیہ ٹل۔ ضلع کوہاٹ۔ ناظم امتحان حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن کوہاٹ۔

(۷) سنٹر دارالعلوم صدیقیہ ظفرمہ خیل ناظم امتحان حضرت صدر الشہید صاحب ناظم مدرسہ معراج العلوم بنوں۔

(۸) سنٹر مدرسہ معراج العلوم بنوں۔ ناظم امتحان حضرت مولانا محمد صدیق صاحب صدر مدرس مدرسہ صدیقیہ ظفرمہ خیل۔

(۹) سنٹر مدرسہ سراج العلوم سرگودہا ناظم امتحان حضرت مولانا عبد القادر صاحب قاسمی مدرس قاسم العلوم ملتان۔

(۱۰) سنٹر مدرسہ خیر المدارس ملتان (اسی سنٹر میں دارالعلوم کبیروالا کے طلبہ نے بھی امتحان دیا۔ جس کی وجہ سے وفاق کو چودھویں سنٹر کا علیحدہ انتظام نہ کرنا پڑا)، ناظم امتحان حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔

(۱۱) سنٹر مدرسہ قاسم العلوم ملتان ناظم امتحان حضرت مولانا جمال الدین صاحب مدرس خیر المدارس ملتان۔

(۱۲) سنٹر مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی ناظم امتحان حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب بلوچ مہتمم مدرسہ احرار الاسلام کراچی۔

(۱۳) سنٹر مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی۔ ناظم امتحان حضرت مولانا محمد حامد صاحب۔ مدرس مدرسہ اسلامیہ۔ کراچی۔

(۶) طلبہ کے رول نمبر رجسٹریشن کارڈ تیار کئے اور ان کے مہتممین حضرات کے توسط سے طلبہ تک پہنچائے۔

(۷) امتحانی پرچہ جات انتہائی رازداری سے تیار کرائے۔ پھر اسی طرح کتابت و طباعت ہوئی اور ان کو مقررہ اوقات میں کراچی سے پشاور تک تمام مغربی پاکستان میں پہنچایا۔

(۸) چودہ مرکزوں میں حدیث کی دس کتابوں کے مطبوعہ پرچے۔ طلبہ کے رول نمبر، جوابات کی کاپیاں، زائد کاغذ، لفافے اور ٹکٹوں کے نمبر پہنچائے۔

(۹) ڈاک، تار، ٹیلیفون سے رابطہ قائم رکھا اور وفاق کی ڈاک و اطلاعات کو ٹھیک وقت پر متعلقہ مقام تک پہنچانے کا بہترین انتظام کیا۔

(۱۰) ملتان میں بیٹھ کر تمام ملک کے امتحانات کی نگرانی کرتے ہوئے روزانہ جوابات کو سربمہر کر کے رجسٹری کے ذریعہ اپنے پاس منگانا۔ اور کسی وقت کسی بات کا آؤٹ نہ ہونا، ان تمام امور کا پہلی بار قلیل وقت میں بحسن خوبی انجام دینا اللہ تعالےٰ کی خاص عنایت اور توفیق ہی سے ہو سکتا ہے۔

ہم وفاق المدارس کے معزز عہدہ داروں امتحان کمیٹی اور تمام کارکنوں کو ان کی اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں یہ امور سینکڑوں ملحقہ مدارس کے لئے باعث مسرت اور باقی مدارس کے لئے موجب عبرت و ترغیب ہیں۔ اللہ تعالےٰ تمام دیندار حضرات اور دینی مدارس کو مکمل یکجہتی کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ علوم دین کے وقار میں اضافہ اور اسلام کی بہترین خدمت سرانجام ہو سکے۔ آمین۔

احادیث الرسول ﷺ

روزہ کا ثواب

عن بریدۃ قال دخل بلال علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم وھو یتغدی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الغداء یا بلال قال انی صائم یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ناکل رزقنا و فضل رزق بلال فی الجنۃ اشعرت یا بلال ان الصائم یسبح عظامہ ویستغفر لہ الملائکۃ ما اکل عندہ۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ حضرت بریدہ رض کہتے ہیں کہ بلال رض رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب کہ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے ان سے فرمایا۔ بلال صبح کا کھانا حاضر ہے۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں روزہ سے ہوں۔ آپ نے فرمایا کھاتے ہیں ہم رزق اپنا۔ اور بلال کا رزق جنت میں ہے۔ پھر فرمایا۔ بلال تم جانتے ہو روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں۔ اور مغفرت چاہتے ہیں اس کے لئے فرشتے۔ جب تک اس کے سامنے کھانا کھایا جائے۔

شبقدر کو رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کرو

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تحروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان۔ رواہ البخاری

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے تلاش کرو شبقدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق تاریخوں میں یعنی اکیسویں تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں میں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نتیجہ امتحان سالانہ

وفاق المدارس العربیۃ پاکستان ملتان منعقدہ شعبان ۱۳۸۰ھ

○ دارالعلوم کبیر والہ ضلع ملتان کے فاضل مولوی مغیث الدین اس امتحان میں اوّل نمبر پر کامیاب ہوئے ہیں۔ مولوی مغیث الدین ملتان چھاؤنی کے قریب کی بستی محمد پور گھوٹہ کے ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ابتدا ہی سے اپنے خاندان میں علمی ماحول میں پرورش پاتے رہے۔ موصوف میٹرک پاس ہیں۔ ابتدائی عربی سے لے کر مشکوٰۃ جلالین وغیرہ کتب تک مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان میں تعلیم پاتے رہے۔ اسی اثناء میں منشی فاضل کا امتحان دے کر کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد کبیر والہ کے دارالعلوم میں داخل ہو کر دورہ حدیث شریف پڑھا۔ بہرحال موصوف مستحق مبارکباد ہیں اور اپنے اساتذہ اور اپنے مدرسہ کے لیئے باعث فخر ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے علوم میں برکت عطا فرمائے اور خدمت دین و علوم کی توفیق بخشے۔ (آمین)

○ مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی کے فاضل مولوی فضل الرحمٰن جوہر آبادی اس امتحان میں نمبر دوم پر کامیاب ہوئے۔ موصوف بھی ایک علمی خاندان کے فرد ہیں۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب دھرکوٹی کے فرزند ارجمند ہیں۔ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے ایک چک میں سکونت پذیر ہیں۔ عربی تعلیم پنجاب و سندھ کے مختلف مدارس میں حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی میں پڑھا۔ موصوف بھی اپنے اساتذہ و مدرسہ کے لئے ایک قابل فخر سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو علمی و عملی ترقی سے نوازے۔ (آمین)

(محمود عفا اللہ عنہ رجسٹرار امتحانات وفاق المدارس پاکستان)

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی ۵

رول نمبر	نام مع ولدیت	بخاری شریف	مسلم شریف	ترمذی شریف	ابوداؤد شریف	نسائی	ابن ماجہ	معانی الآثار	شمائل	موطا امام محمد	موطا امام مالک	نمبر حاصل کردہ	کامیاب	درجہ
۱	فضل الرحمٰن بن مولانا محمد عبداللہ	۹۰	۸۴	۹۴	۹۶	۱۱۰	۵۴	۷۰	۹۸	۷۰	۸۶	۸۵۲	کامیاب	علیا
۲	عبدالکریم بن حافظ امام الدین	۶۷	۷۱	۸۸	۷۰	۸۹	۴۵	۶۰	۷۸	۶۵	۶۴	۶۹۷	″	″
۳	بہرخان بن بنیاز محمد	۵۰	۳۹	۶۴	۷۵	۷۹	۴۱	۴۲	۹۵	۴۵	۶۹	۵۹۹	″	وسطیٰ
۴	آغا محمد بن محمد یار	۶۶	۴۲	۹۱	۹۹	۱۰۰	۴۷	۶۵	۸۸	۷۰	۱۰۰	۷۶۸	″	علیا
۵	محمد حسین بن محمد ابراہیم	۶۱	۶۷	۶۸	۸۰	۶۵	۴۴	۸۴	۵۶	۶۵	۹۶	۶۸۶	″	″
۶	ضیاء الدین بن حافظ خدا یار	۵۸	۴۴	۸۳	۶۰	۱۰۰	۴۰	۵۸	۷۵	۶۸	۱۰۰	۶۸۶	″	″
۸	عبداللہ شاہ بن سید جندل شاہ	۳۷	۵۵	۵۵	۵۵	۸۱	۳۲	۳۷	۶۰	۳۰	۷۲	۵۱۴	″	وسطیٰ
۹	عبدالرحمٰن بن محمد قاسم	۵۲	۴۵	۹۷	۶۵	۵۸	۴۸	۶۳	۸۰	۷۵	۹۳	۶۷۶	″	علیا
۱۰	یار محمد بن عبدالوہاب	۶۲	۶۳	۹۵	۹۳	۸۸	۳۹	۵۳	۷۸	۷۵	۹۸	۷۴۴	″	″
۱۱	محمد خان بن جمعہ خان	۵۵	۵۳	۸۳	۶۵	۶۹	۴۲	۵۷	۷۵	۶۰	۸۵	۶۴۴	″	″
۱۲	محمد عبدالنور بن الحاج مہر علی	۶۲	۴۶	۸۰	۶۰	۸۵	۴۵	۷۸	۶۸	۵۲	۷۰	۶۴۶	″	″
۱۳	محمد اسلم بن عبدالحق	۷۰	۵۷	۹۵	۹۰	۸۸	۵۲	۶۱	۷۸	۶۸	۹۵	۷۵۴	″	″
۱۴	زبیر احمد بن بشیر احمد	۶۶	۵۸	۸۷	۹۰	۸۷	۴۵	۸۲	۹۰	۶۷	۹۰	۷۶۲	″	″
۱۵	عبدالحلیم بن عبدالجلیل	۹۰	۶۸	۹۷	۸۰	۹۲	۵۴	۶۵	۸۸	۶۷	۷۷	۷۷۸	″	″
۱۶	حمید اللہ جان بن مولانا نیاز محمد	۸۰	۶۵	۷۷	۶۰	۱۰۰	۲۴	۶۳	۹۰	۵۸	۵۳	۶۷۰	″	″
۱۷	محمد بن گل محمد (چترالی)،	۵۰	۴۷	۴۰	۶۳	۴۰	۳۹	۳۸	۴۰	۶۱	۵۲	۴۷۰	″	وسطیٰ
۱۸	حافظ محمد عتیق اللہ بن مولانا حبیب اللہ	۵۳	۵۸	۷۴	۷۰	۱۰۰	۳۴	۷۳	۷۵	۵۵	۷۵	۶۶۷	″	علیا
۱۹	عبدالحلیم بن ملا شاہ محمد	۶۶	۵۴	۹۴	۷۰	۱۰۰	۳۶	۶۳	۷۵	۷۷	۷۱	۷۰۶	″	″
۲۰	محمد روشن بن مولانا احمد	۴۲	۴۳	۶۸	۵۰	۵۸	۳۸	۵۲	۷۵	۴۰	۴۸	۵۱۴	″	وسطیٰ
۲۱	عبدالرحیم بن محمد موسےٰ	۴۴	۴۰	۸۱	۶۰	۸۵	۴۳	۷۷	۷۸	۴۵	۵۳	۶۰۶	″	علیا
۲۲	غلام قادر بن محمد عالی	۴۹	۴۲	۷۵	۸۵	۱۰۰	۵۷	۴۵	۵۸	۷۰	۱۰۶	۶۸۷	″	″
۲۳	اختر محمد بن محمد خان	۵۰	۵۰	۷۰	۸۰	۹۶	۶۷	۷۱	۹۶	۷۰	۸۵	۷۳۵	″	″
۲۴	محمد شمس الحق بن مبارک علی	۴۰	۳۳	۵۰	۶۵	۸۱	۲۳	۳۸	۶۷	۴۰	۴۳	۴۸۰	″	وسطیٰ
۲۵	حافظ محمد عمر بن درویش محمد	۴۰	۳۲	۸۳	۵۵	۷۰	۲۳	۵۰	۴۸	۴۵	۴۲	۴۸۸	″	″
۲۶	محمد عطاء الرحمٰن بن علی محمد	۸۱	۴۳	۸۷	۷۰	۹۲	۳۸	۷۲	۷۶	۶۷	۴۲	۶۶۸	″	علیا
۲۷	محمد مشتاق بن عبدالحق	۷۹	۶۵	۹۴	۶۵	۶۶	۳۸	۷۳	۷۳	۶۸	۵۹	۶۸۰	″	″
۲۸	عطاء اللہ بن مولانا عبدالرحمٰن	۴۹	۴۱	۷۶	۹۰	۸۳	۳۰	۴۳	۷۸	۵۰	۶۷	۶۰۷	″	″

مدرسہ مظہر العلوم کراچی

۲۹	عبدالواحد شاہ بن حضرت حسن	۵۵	۳۴	۴۰	۵۵	۵۹	۳۴	۴۵	۴۷	۴۹	۵۲	۴۹۷	کامیاب	وسطی
۳۰	عبدالعزیز بن اعظم خان	۶۱	۳۸	۸۳	۷۵	۹۳	۳۵	۵۱	۸۹	۶۵	۸۶	۶۷۶	״	علیا
۳۱	دوست محمد بن شاہ محمد	۴۰	۲۷	۶۳	۶۵	۶۶	۳۹	۳۴	۵۳	۴۸	۵۶	۴۹۱	״	وسطی
۳۲	حبیب الرحمٰن بن انعام اللہ	۴۰	۳۰	۶۹	۵۵	۴۰	۵۲	۴۱	۴۳	۴۹	۴۸	۴۶۷	״	״
۳۳	عبدالغفور بن عبدالجبار	۸۳	۳۵	۱۰۰	۶۰	۱۰۳	۳۸	۳۵	۹۰	۶۲	۷۶	۶۸۲	״	علیا
۳۴	غلام قادر بن تاج نور	۴۳	۲۵	۷۲	۵۰	۳۵	۴۴	۳۷	۵۰	۵۵	۴۰	۴۵۳	״	وسطی
۳۶	محمد صدیق ارشد بن مولانا امیر خان	۷۱	۲۲	۵۵	۵۰	۹۹	۴۲	۴۶	۶۶	۵۶	۴۶	۵۵۳	״	״

مدرسہ خیر المدارس ملتان

۳۷	حافظ محمد عارف بن حافظ اللہ رکھا	۷۱	۶۶	۸۷	۵۵	۹۷	۶۱	۷۱	۷۵	۶۸	۷۱	۷۲۲	״	علیا
۳۸	محمد الدین بن نور اللہ	۸۶	۶۹	۵۰	۴۵	۵۷	۴۲	۶۱	۸۲	۶۵	۴۰	۵۹۷	״	وسطی
۴۰	نور الدین بن مولانا خوشی محمد	۴۳	۲۸	۴۲	۴۵	۴۳	۴۴	۴۱	۵۵	۳۳	۴۰	۴۱۴	״	״
۴۱	محمد انور کلیم بن مولانا عبدالعزیز	۴۵	۴۲	۵۰	۵۰	۵۵	۳۳	۴۲	۷۸	۴۵	۴۴	۴۸۴	״	״
۴۲	حافظ عبدالحق بن مولانا احمد بخش	۴۱	۴۴	۵۶	۵۵	۹۳	۳۲	۴۱	۷۵	۴۰	۹۰	۵۶۷	״	״
۴۳	حافظ عبدالغنی بن مولانا شمس الدین	۵۹	۴۷	۷۸	۵۵	۷۲	۴۲	۵۷	۴۰	۴۲	۴۱	۵۳۳	״	״
۴۴	سلیم ختنہ بن الحاج محمد اسحٰق	۹۵	۵۶	۸۰	۶۵	۱۰۳	۳۹	۴۲	۶۰	۴۳	۴۵	۶۲۸	״	علیا
۴۵	حافظ محمد رفیع بن سراج الدین	۷۴	۵۲	۶۴	۶۰	۵۵	۴۵	۴۰	۴۵	۴۰	۵۶	۵۳۱	״	وسطی
۴۶	حافظ نذیر احمد بن صوفی شیر محمد	۵۵	۴۶	۹۱	۴۵	۸۹	۳۷	۳۶	۴۵	۴۰	۴۵	۵۲۹	״	״
۴۷	محمد عبدالمالک بن مولانا محمد کاظم علی	۷۰	۵۱	۹۲	۶۰	۸۹	۴۱	۵۷	۸۵	۵۸	۹۲	۶۹۵	״	علیا
۴۸	محمد عارف بن مولانا محمد اشرف	۸۰	۴۸	۸۸	۶۰	۴۰	۴۴	۶۷	۵۸	۵۹	۸۳	۶۲۷	״	״
۴۹	خدا بخش بن واحد بخش	۶۷	۵۳	۸۷	۶۵	۳۸	۴۹	۵۵	۷۸	۶۰	۹۸	۶۵۰	״	״
۵۰	عبدالخالق بن عمر الدین	۵۰	۴۶	۶۰	۳۵	۴۶	۳۵	۳۷	۶۳	۴۵	۶۴	۴۸۱	״	وسطی
۵۱	سعید احمد بن حافظ عبدالکریم	۴۹	۴۴	۹۵	۷۰	۷۰	۴۵	۷۱	۸۲	۵۰	۸۰	۶۵۶	״	علیا
۵۲	نیاز احمد بن محمد حیات	۵۸	۶۶	۹۶	۹۵	۶۵	۶۸	۶۲	۷۸	۶۸	۸۸	۷۴۴	״	״
۵۳	عبدالستار بن ملک شیر محمد	۶۳	۶۹	۹۵	۹۲	۹۳	۶۶	۷۰	۹۲	۴۳	۸۳	۷۵۵	״	״
۵۴	محمد اسلام بن عبدالکریم	۷۲	۵۶	۹۷	۸۵	۷۸	۵۵	۶۵	۸۷	۵۰	۸۷	۷۳۲	״	״

مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۵۵	محمد فاروق بن مفتی عبدالرحیم	۷۰	۶۳	۸۷	۸۵	۷۱	۶۸	۷۳	۵۷	۵۰	۹۴	۷۱۸	״	״
۵۶	محمود بن شیر محمد	۷۷	۵۱	۶۰	۴۵	۳۰	۳۵	۲۰	۴۶	۵۵	۴۲	۴۶۱	״	وسطی
۵۷	احمد دین بن فیض محمد	۴۱	۳۹	۴۰	۴۰	۳۰	۶۲	۴۱	۵۷	۳۰	۴۰	۴۲۰	״	״
۵۸	عبدالرحمٰن عرف لعل گل بن حبیب اللہ	۹۷	۵۹	۸۲	۶۶	۵۰	۵۲	۴۱	۷۹	۵۳	۴۳	۶۲۲	״	علیا
۵۹	سید مصطفیٰ بن حافظ جلال حسین	۴۲	۶۰	۸۵	۶۰	۶۵	۴۶	۴۲	۶۹	۴۰	۴۱	۵۵۰	״	وسطی
۶۰	خدا بخش بن ملک جان محمد	۴۰	۴۴	۴۲	۳۰	۴۱	۴۴	۴۸	۴۰	۴۰	۴۷	۴۱۶	״	״
۶۱	غلام فرید بن مولانا خدا بخش	۵۰	۵۳	۵۹	۵۵	۵۲	۴۱	۴۱	۴۵	۴۵	۷۰	۵۱۱	״	״
۶۲	محمد یٰسین بن عبدالحمید	۶۰	۳۸	۹۵	۶۵	۴۰	۴۰	۴۶	۱۸	۴۵	۵۹	۵۰۶	״	״
۶۳	محمد گل خان بن صاحب نور	۵۵	۳۷	۷۵	۶۰	۶۰	۴۴	۴۱	۳۰	۴۰	۸۲	۵۰۴	״	״
۶۴	عطاء اللہ بن نور محمد	۵۱	۵۶	۶۶	۷۳	۴۳	۴۵	۳۲	۶۶	۶۵	۵۲	۵۴۹	״	״
۶۵	نذیر احمد بن سلیمان	۵۱	۴۸	۸۵	۷۰	۸۴	۵۴	۸۲	۸۸	۶۰	۵۳	۶۷۵	״	علیا
۶۶	عبدالستار بن مولانا غلام نبی	۴۰	۳۸	۸۴	۷۰	۷۸	۳۴	۴۹	۶۶	۵۵	۱۰۰	۶۱۴	״	״
۶۹	عبدالحکیم بن خیر محمد	۴۳	۵۰	۴۶	۴۵	۷۶	۵۱	۳۸	۶۸	۴۰	۵۱	۵۰۸	״	وسطی
۷۰	محمد حنیف بن محمد سلیمان	۵۷	۵۲	۹۹	۵۵	۹۸	۷۴	۷۳	۷۰	۶۰	۷۶	۷۱۶	״	علیا
۷۱	محمد فاضل بن محمد خان	۴۶	۷۰	۹۱	۹۰	۹۹	۷۰	۴۶	۵۵	۵۰	۱۰۰	۷۰۷	״	״
۷۲	عطاء اللہ بن قمر الدین	۵۲	۵۷	۷۸	۵۰	۸۶	۵۵	۴۸	۶۸	۴۰	۹۰	۶۲۴	״	״
۷۳	محمد حسن بن محمد علی	۷۱	۵۳	۸۸	۶۵	۹۶	۷۲	۶۰	۶۲	۶۳	۸۵	۷۱۲	״	״
۷۴	عطاء اللہ بن محمد عیلیٰ	۳۹	۴۲	۶۸	۵۵	۸۳	۴۰	۵۵	۷۲	۴۰	۸۳	۵۷۲	״	وسطی
۷۶	محمد حبیب الرحمٰن بن مولانا غلام یٰسین	۷۵	۶۸	۹۲	۸۰	۸۹	۸۷	۴۷	۹۱	۵۸	۸۸	۷۷۵	״	علیا
۷۷	محمد عبدالقادر بن سلطان محمد	۷۹	۵۴	۹۰	۸۰	۱۰۰	۶۵	۵۵	۸۴	۵۸	۹۱	۶۶۶	״	״

(باقی صنہ ۲۰ پر دیکھئے)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۳ر شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ر مارچ ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

روحانی امراض

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد:-

عرض یہ ہے کہ قادری خاندان میں ذکر جہر مسلسل چلا آ رہا ہے۔ میں نے اس طرح سے اپنے بزرگوں کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس ذکر سے جماعت کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔

آپ کو معلوم ہے

کہ سالہا سال سے کم و بیش ہر مجلس ذکر میں میں روحانی امراض کا اور ان امراض مہلکہ سے بچنے کی تدابیر عرض کیا کرتا ہوں۔ یہی میری معروضات ہفت روزہ خدام الدین میں بھی شائع ہوتی ہیں۔

یہ روحانی بیماریاں

دنیا اور عاقبت میں بھی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ اور یہ ہیں:-

حسد۔ عجب۔ کبر۔ ریاء وغیرہ

یہ بیماریاں انسان کے اعمال کو اس طرح کھا جاتی ہیں۔ جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔

گذشتہ

چھ، سات سال سے جب سے خدام الدین جاری ہے۔ ان بیماریوں کا اس کثرت سے ذکر کر چکا ہوں۔ کہ اب مزید ان پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں سمجھتا اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو ان بیماریوں سے محفوظ فرمائے۔

اب

میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور گذشتہ تین سال سے فالج کا عارضہ بھی ہے۔ کمزوری بڑھتی جا رہی ہے۔ کئی دفعہ میں گھر سے نماز کے لئے مسجد میں آنے کے لئے مجبور و معذور ہوتا ہوں۔ اور آ جاتا ہوں تو نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔

ایک وقت تھا کہ میں اتنا تیز چلتا تھا کہ میں گھر سے مسجد کو آتا تھا۔ تو میرے نوجوان بچے میرے پیچھے بھاگ کر ساتھ ملتے تھے۔ مگر اب گھر سے مسجد کو آتا ہوں۔ تو ان کو میری حفاظت کے لئے ساتھ آنا پڑتا ہے۔

بہر حال

الحمد للہ

میں اپنے فرض کو انجام دے چکا ہوں۔ خدا آپ کو اور مجھے ان بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے۔ میں علماء کرام کو اس بات سے متنبہ کیا کرتا ہوں۔ کہ یہ ہر نیکی کے کام میں ریا ڈال دیتا ہے۔ میں آپ کو علاج بتاتا ہوں۔ لیکن یہ خود مجھ پر بھی حملہ آور ہوتا ہے۔

مثلاً

تقریر کرنے کھڑا ہوتا ہوں۔ تو شیطان یہ خیال لاتا ہے کہ بہت اچھی تقریر ہو رہی ہے۔ اور میں اپنے بزرگوں کے طفیل لا کی تلوار سے ذبح کر دیتا ہوں۔ تلوار سے وار کرتا ہوں اور ڈھال سے وار روکتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ کمبخت میں لوگوں کو پیغام حق پہنچا رہا ہوں یا واہ واہ کے لئے تقریر کر رہا ہوں۔

تو خیر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اب میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ کمزوری بہت ہے۔ لہذا میں آپ سب کو

اجازت

دیتا ہوں۔ کہ آپ انفرادی طور پر ذکر کر لیا کریں۔ اور اب یہاں آنے کی تکلیف نہ فرمایا کریں۔ ویسے جب دل چاہے آ کر مل جایا کریں۔

میرا دل

تو نہیں چاہتا۔ کہ اس سلسلۂ خیر کو ختم کیا جائے۔ مگر کیا کروں۔ مجبور ہوں۔ اور آپ کو ذکر کی تلقین کرتا ہوں۔

میں نے جو فرائض اپنے ذمے لے رکھے ہیں۔ میں بڑی مشکل سے ان کو نبھا رہا ہوں لہذا چاہتا یہ ہوں کہ کچھ کام گھٹا دوں۔

علماءِ کرام

کا درس بھی آج کل حسبِ سابق جاری ہے۔ اور اللہ کے فضل سے بیالیس علماء کرام آئے ہوئے ہیں۔ جن کے سامنے روزانہ مسلسل تین گھنٹے بولنا پڑتا ہے۔

اس سے پہلے ایک گھنٹہ درس عام بھی ہوتا ہے۔ بعد ازاں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس میں میرے آرام کا وقت بھی نکل جاتا ہے ملاقاتوں میں مستورات کے ساتھ مجھے بہت سر کھپانا پڑتا ہے۔

لیکن

اس سلسلے کو اس وجہ سے بند نہیں کر سکتا۔ کہ بعض عورتیں خالص اللہ کا نام پوچھنے کے لئے آتی ہیں۔

آپ میری کمزوری کا ڈاکٹر صاحبان کی اس رائے سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عام لوگوں کے شوگر ۸۰ ہوتی ہے اور میرے ۲۲۰ ہے۔

اگرچہ

ابھی ذکر جہر بند کرنے کا قطعی فیصلہ نہیں کرتا۔ لیکن علماء کرام کی جماعت اگلے سال نہیں لے سکوں گا۔

انجمن خدام الدین کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔ تو اس میں آپ کو پتہ چلے گا۔ کہ اس میں تین ہزار پانچ سو تیرہ علماء فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ لیکن اب مزید ہمت نہیں رکھتا۔ لوگ باہر کے سفر کے لئے مجبور کر دیتے ہیں۔ اب پھر کل لنان اور بھلوال (سرگودھا) کا سفر درپیش ہے۔ (باقی ص۱۳ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

وفاق کی ضرورت اور اسکا پس منظر

از حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم وفاق المدارس پاکستان

امّا بعد!

عرض ہے کہ دین کی حفاظت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے آج تک علماء امت کے ذریعہ ہوتی رہی۔ حاملین کتاب و سنّت نے ہمیشہ اشاعتِ علوم دینیہ کے لئے اپنی مساعی وقف کر کے تا حدِ استطاعت دین اور علومِ دین کو زندہ تابندہ رکھا۔ ہر صدی میں بڑے بڑے محدثین، مفسرین، متکلمین کثرت سے آپ کو نظر آئیں گے۔ جنہوں نے ہر زمانہ میں اپنے ماحول اور گرد و پیش کا عمیق مطالعہ کر کے علوم کی تدوین و ترتیب کا کام باحسن وجوہ انجام دیا۔ اور اپنے معاصرین اور اخلاف سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ آج ان کی تحقیقات اور تدقیقات اور اہم موضوعاتِ دینیہ پر ان کے مقالات علماء عصر کیلئے مشعلِ راہ ہیں۔ آج علمی پیاس بجھانے کیلئے انہی کے چشمہ آبِ حیات کے سوا کہیں نظر نہیں اٹھتی۔ اسلاف شکر اللہ مساعیہم کا عظیم سرمایہ علمی وراثت میں نہ ملتا۔ تو آج کی دنیا نہ صرف یہ کہ اپنی تہی دامنی پر ماتم کرتی۔ بلکہ اسلاف کرام کو مطعون کرتی اور ان سے اپنی قلبی نفرت کا اظہار کرتی۔

لیکن افسوس کہ انگریزوں کے اقتدار کے زمانہ میں جب مسلمانوں کو خصوصیّت سے تختۂ مشق بنایا گیا۔ تو جہاں اُن کی دولت، عزّت حکومت اور مادّی وسائل کو سختی سے پامال کیا گیا وہاں دینی شعائر بھی مٹا دیئے گئے۔ اسلامی علوم کا جنازہ نکال کر علماء دین پر وہ بے پناہ مظالم ڈھائے گئے کہ جس کے بعد عالمِ اسباب میں دین اور علمِ دین کی حفاظت کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔

خداوند کریم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے رفقاء کار رحمہم اللہ کی قبور کو منوّر فرمائے۔ جنہوں نے اس نازک صورتِ حال کو شدّت سے محسوس کیا۔ اور نہایت ہی بے سروسامانی اور انتہائی بے کسی کے عالم میں مدارس کی داغ بیل ڈالی۔ چنانچہ دار العلوم دیوبند قائم ہُوا اور اطراف و اکناف ہند میں مدارس دینیہ کا جال بچھا دیا گیا۔ بحمد اللہ!

اِن اکابر کی مساعی جمیلہ بار آور ثابت ہوئیں اور علمِ دین کی حفاظت کا مقدور بھر انتظام ہو گیا۔ ہزاروں علماء اور رجال کاران مدارس سے فارغ ہو کر نکلے۔

اگر بالفرض ان مدارس کے فضلاء ہند اور پاکستان میں بلکہ دیگر ممالک اسلامیہ میں پھیل کر اشاعت علوم دینیہ میں مشغول نہ ہوتے اور ادھر انگریزی تعلیم کی سرعت پذیری، انگریزی تہذیب و تمدّن اور کلچر کی نشر و اشاعت، بدیشی حکومت کے مادی ذرائع اور یونیورسٹیوں کالجوں اور سکولوں سے جاری رہتی تو پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ آج کتاب، سنّت، اسلام، دین، خدا اور رسول کے نام سے کوئی واقف نہ ہوتا۔

الحمد للہ! سامراجی حکومت کا خاتمہ ہُوا۔ قومی حکومت قائم ہوئی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اب حکومت علوم اسلامیہ کی حفاظت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہوئے علماء کرام کی ممنونِ احسان ہوتی۔ جنہوں نے ڈیڑھ صد سال تک اس امانتِ الٰہی کی بلا مزد حفاظت کی۔ لیکن افسوس کہ بارہ سال تک اس طرف توجّہ نہ کی گئی۔ آخر کار اکتوبر ۵۸ء کو فوجی حکومت قائم ہوئی۔ اور خدا خدا کر کے بارہ سالہ حریصانِ اقتدار سے نجات ملی۔ اب قوم کی نظریں تعلیمی کمیشن کی رپورٹ پر لگی ہوئی ہیں۔ بہر حال گذشتہ ڈیڑھ دو صد سال کی تاریخ نے حفاظِ دین اور جامع الفنون علماء کی تعداد میں بہت کمی واقع کر دی۔ لیکن پھر بھی چند سال قبل طبائع نسبتاً نہایت محنتی اور عزائم بڑے قوی تھے۔ اسلئے اس قلیل التعداد طائفہ میں عظیم محدث، جلیل القدر مفسر، حوادث فتاویٰ میں عمیق النظر مفتی، معقولات کے جیّد علماء پیدا ہوئے لیکن اب حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل فضلاء کی علمی استعداد ختم، ملکہ راسخہ مفقود، نقد و نظر کی طاقت رخصت بلکہ وسعتِ علمی کا نشان بھی نظر نہیں آتا۔ جیّد علماء دنیا سے رخصت ہو کر جا رہے ہیں۔ چند ہستیاں جو باقی ہیں۔ وہ بھی چند روز کے مہمان ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا:۔

ان اللہ یقبض العلم بقبض العلماء (الحدیث)

دنیا کی بدبختی کی یہی بیّن دلیل ہے کہ ارباب فضل و کمال اٹھ جائیں اور اخلاف میں ان کی قائمقامی کی صلاحیّت نہ ہو۔ آج ہر دردمند حساسِ عالم اسی کمی کو شدّت سے محسوس کر رہا ہے۔ کیونکہ جب کسی مدرسہ کے لئے کامیاب مدرس کی، دار الافتاء کے لئے کامیاب مفتی کی، فرقِ باطلہ کی تردید کے لئے کامیاب مناظر کی، دینیات کے اہم مضامین کے متعلّق اچھے مصنّف اور مؤلّف کی ضرورت پیش آتی ہے تو ڈھونڈنے سے بھی اس کا ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ قحط الرجال انتہائی عروج پر ہے۔ چند برس بعد جو علومِ دین کی حالت ہو گی۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اگر معاف فرماویں تو میں عرض کروں، کہ تمام قصور بڑی حد تک نظامِ تعلیم کی خرابی کی وجہ سے ہے۔ نہ یہ موجودہ زمانے کے طلباء کی کند ذہنی کا نتیجہ ہے۔ اور نہ ہی نصابِ تعلیم کا۔ اللہ تعالےٰ نے آج بھی انسان کو اسی قدر قوّتِ حافظہ اور استعداد سے نوازا ہے جو کئی صد سال پہلے انسان کو عطا ہوا تھا۔

والّذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا الآیۃ۔

جب ارشاد گرامی اللہ تعالیٰ کا وعدہ اب بھی قائم ہے۔ شرط یہ ہے کہ صحیح نہج پر اپنی قوّتوں کو صرف کیا جائے اور بہتر نظام کے تحت آج بھی اگر حصول علم میں جدّ و جہد کرنے والے ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ کی رحمتِ کاملہ اسے آغوش میں لینے کے لئے اسی طرح تیّار ہے۔ جس طرح آپ کے اسلاف کو علم و عمل کی عظیم نعمتوں کو ماضی میں نوازا تھا۔

نیز نصابِ تعلیم بھی ایسا نصاب ہے کہ اگرچہ زمانہ کے مطابق اس میں کچھ اضافہ کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ بات الم نشرح ہے کہ درسِ نظامی سے جو قوّتِ تامہ پیدا ہوتی ہے وہ موجودہ نصاب ہائے تعلیم سے قطعاً پیدا نہیں ہو سکتی۔ درسِ نظامی کی جملہ کتب منقولات و معقولات سے فارغ ہونے والا شخص ہر سوسائٹی میں جا کر اپنی قوّتِ علمی کا سکّہ بٹھا سکتا ہے۔ اس کی ذہنی کیفیتیں، اس کی قوّتِ استدلال، اس کی ہمہ گیر صلاحیتیں نہ کسی یونیورسٹی کے فاضل میں

ہو سکتی ہیں۔ اور نہ کسی دوسری درسگاہوں کے مایہ ناز اصحاب ہیں اس کی نظیر مل سکتی ہے۔ اسی نصابِ تعلیم نے ماضی قریب ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی، حضرت شاہ عبدالغنی مجددی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی حضرت مولانا عبدالحق خیر آبادی، حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا عبدالعزیز پوہاری، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے کاملین پیدا ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ بھیانک صورت حال کی ذمہ داری تمام تر نصاب تعلیم کی ناسازگاری پر ہی نہیں بلکہ نظامِ تعلیم کا نقصان کافی حد تک دخیل ہے۔ یہ ضرور ہے کہ نظام تعلیم کے نقصان کے باوجود چند ذہین اور تیز طبع طالب علم کافی استعداد اور صلاحیت لے کر فارغ ہوتے ہیں جو واقعی جوہر قابل ہوتے ہیں۔ مگر وہ اس طرح ضائع ہو جاتے ہیں کہ کسی اہم مقام کے نہ ملنے کی وجہ سے وہ اپنی قابلیت اور استعداد تام کو چار چاند نہیں لگا سکتے۔ اور نہ ہی ترقی کر کے ملی ضرورتوں ہیں اہم حصہ ادا کر سکتے ہیں۔ جس مدرسہ ہیں وہ پڑھتا رہتا ہے اسی کا فارغ التحصیل کہلاتا ہے۔ وہاں کے اربابِ اختیار تک اس کی پہنچ نہیں ہوتی، وہاں وہ کھپ نہیں سکتا۔ دوسرے مدارس اس کی علمی قابلیت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بالآخر وہ ذہنی اور معاشی اضطراب کا شکار ہو کر کسی زاویہ خمول ہیں جا پڑتا ہے۔ اور چند سال ہیں ہی اپنی ساری قوتوں کے باوجود وہ فنا ہو جاتا ہے یہ فظیع منظر دیکھ کر بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اگر بہت جلد مدارس کے نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم کی اصلاح نہ کی گئی اور بدنظمی کا یہی عالم رہا تو چند دنوں ہیں دین اور علوم دینیہ کی حفاظت ناممکن ہو جائے گی۔

الغرض حفاظت دین اور بقاء علوم دینیہ کے اہم فرض سے سبکدوشی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ تمام مدارس عربیہ کی کاملاً تنظیم ہو۔ ان تمام تعلیمی و انتظامی نقائص کو اجتماعی حیثیت سے دور کرنے کی امکانی کوشش کی جاوے اور اس قحط الرجالی کے دور کو ختم کر کے رجالِ کار پیدا کئے جائیں۔

ان مقاصد کے پیشِ نظر مدارس دینیہ کی شیرازہ بندی اور تنظیم کی ضرورت نہ صرف محسوس کی جا رہی تھی بلکہ ان کی شیرازہ بندی اور تنظیم جدید کو وقت کا اہم مسئلہ تسلیم کیا گیا اور ۲۰ر شعبان ۱۳۷۶ھ کو خیر المدارس ملتان کی مجلس شوریٰ کے سالانہ اجلاس ہیں مولانا ..... شمس الحق صاحب کی تحریک پر حصول مقصد کی خاطر عملی اقدامات کے لئے ۵۔ اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل عمل ہیں آئی اور مولانا خیر محمد صاحب کی تحریک پر اس کمیٹی کا کنوینر مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کو مقرر کیا گیا۔

مندکرہ بالا کمیٹی کے کنوینر کی حیثیت سے جو ذمہ داریاں مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی پر عائد ہوئی تھیں۔ انہی کے پیشِ نظر مولانا نے ۲۲ر ۲۳ر ۲۴ر شوال ۱۳۷۶ھ کو دار العلوم الاسلامیہ (اشرف آباد) ٹنڈو اللہ یار ہیں مشرقی و مغربی پاکستان کے مشاہیر علماء و صلحاء امت کی ایک نمائندہ تعلیمی و تنظیمی کانفرنس منعقد کی، اس کانفرنس ہیں مسلسل دو دن تک ان تمام مسائل پر تبادلۂ خیال ہوا۔ جن کا تعلق مدارس علوم دینیہ کے نظم و نسق، درس و تدریس، نصاب و تربیت سے تھا۔ بالآخر بہ اتفاق آراء یہ طے پایا کہ آغازِ کار کے لئے حسب ذیل چھ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل عمل ہیں لائی جائے جس کا نام "مجلس تنظیم مدارس عربیہ" ہو۔

اسماء اراکین

۱۔ مولانا خیر محمد صاحب جالندھری۔
۲۔ مولانا شمس الحق صاحب افغانی ترنگ زئی ضلع پشاور
۳۔ مولانا احمد علی صاحب۔ لاہور
۴۔ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی۔ لاہور
۵۔ مولانا محمد صادق صاحب بہاولپور
۶۔ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی۔ کراچی

اس کمیٹی کا صدر مولانا خیر محمد صاحب کو منتخب کیا گیا اور بہ اتفاق آراء یہ طے پایا کہ کمیٹی کے صدر کو اس بات کا کلی استحقاق دیا جائے کہ وہ اپنی صوابدید پر کمیٹی کے اراکین کی موجودہ تعداد ہیں مناسب و موزوں اضافہ فرما لیں۔ چنانچہ آپ نے حسب ذیل حضرات کا اضافہ فرمایا۔

۱۔ مولانا حافظ فضل احمد صاحب کھڈہ۔ کراچی۔
۲۔ مولانا مفتی محمد عثمان صاحب ریکسر لین۔ کراچی
۳۔ مولانا عرض محمد صاحب۔ کوئٹہ
۴۔ مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب۔ ملتان
۵۔ مولانا عبداللہ صاحب رائپوری۔ منٹگمری
۶۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔ کراچی۔
۷۔ مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ ملتان

مذکورہ صدر کمیٹی کے دو اجلاس ۱۶ر ۱۷ر ذیقعد ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ر ۲۶ر مئی ۱۹۵۹ء اور ۱۶ر ۱۷ر ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴ر ۲۵ر جون ۱۹۵۹ء بمقام مدرسہ خیر المدارس ملتان زیر صدارت حضرت مولانا خیر محمد صاحب صدر کمیٹی منعقد ہوئے۔ جس ہیں تنظیم مدارس اور دینی و تعلیمی امور اور اصلاح نصاب کے لئے تمام مدارس عربیہ کے وفاق قائم کرنے کا متفقہ فیصلہ ہوا اور اس کے اغراض مقاصد اور ضابطہ کار مرتب ہوئے اور تنظیمی کمیٹی کے دوسرے اجلاس ہیں جزوی ترمیم کر کے جملہ اہم مسائل کو وفاق کی مجلس شوریٰ پر چھوڑ دیا گیا۔ مجلس شوریٰ کے اجلاس کے لئے ۱۴ر ۱۵ر ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۸ر ۱۹ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ چنانچہ حسب فیصلہ مجلس شوریٰ کا اجلاس مندرجہ بالا تاریخوں ہیں منعقد ہوا۔ جس کی کارروائی پیش خدمت ہے۔

اسماء گرامی اراکین تنظیمی مجلس شرکاء اجلاس اوّل

(۱) مولانا خیر محمد صاحب ملتان۔
(۲) مولانا مفتی محمد صادق صاحب بہاولپور
(۳) مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی۔
(۴) مولانا شمس الحق صاحب پشاور۔
(۵) مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب۔
(۶) مولانا عبداللہ صاحب رائپوری منٹگمری۔

اسماء گرامی اراکین تنظیمی مجلس شرکاء اجلاس دوم

(۱) مولانا خیر محمد صاحب ملتان۔
(۲) مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی۔ کراچی
(۳) مولانا مفتی محمد صادق صاحب بہاولپور
(۴) مولانا عرض محمد صاحب کوئٹہ۔
(۵) مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ ملتان
(۶) مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب۔ ملتان۔
(۷) مولانا مفتی محمود صاحب نمائندہ خصوصی مولانا احمد علی صاحب لاہور۔
(۸) مولانا محمد عمر صاحب بلوچ نمائندہ خصوصی مولانا محمد عثمان صاحب کراچی۔

اراکین تنظیمی مجلس کے علاوہ اعزازی طور پر بعض دیگر علمائے کرام بھی ہر دو اجلاس ہیں مدعو کئے گئے تھے جو شریک اجلاس ہوئے، بالخصوص مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھا، مولانا عبدالخالق صاحب کبیروالا، مولانا حافظ عبدالمجید صاحب لائلپور، مولانا محمد شفیع صاحب ملتان، علامہ خالد محمود صاحب سیالکوٹ، مولانا عبدالکریم صاحب کلاچی۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

خوفِ قیامت وفکرِ آخرت ...

۱

جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ وہ ذاتِ گرامی ہے جس نے اس وقت اسلام قبول کیا جبکہ ساری دنیا اس کی مخالف تھی۔ پھر تن من دھن سب کچھ اسلام پر قربان کیا۔ جن کا ذکر قرآن میں آتا ہے جو یارِ غار کہلائے جنہوں نے غزوہ تبوک میں سارا مال و دولت، گھر بار، سرکارِ دوجہان محبوب کبریا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لاکر ڈال دیا۔

جس ذات شریف نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی بُت کو سجدہ کیا۔

جن کی بابت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کے احسانات کا بدلہ دنیا میں نہیں چکا سکا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ادا فرمائے گا۔ اور اگر میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔

جس ذات نے واقعہ معراج النبی کی بلا رد و کد تصدیق کی اور پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جنہیں صدیق کا سنہری لقب عطا ہوا

جس ذات کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے کہ اگر تمام اہلِ زمین کا ایمان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں ابوبکرؓ کا ایمان رکھا جائے۔ تو بلا شک حضرت ابوبکرؓ کا پلڑا وزنی ہوگا۔

اور جس ذات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کی جانشینی اور خلافت کی پہلی عزت ملی۔ جو باجماع اہلسنت انبیاءؑ کے علاوہ دنیا کے آدمیوں سے افضل ہیں۔ اور جن کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ جن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی دنیا میں ہی خوشخبری دی، بلکہ جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بتلایا۔

ان کا یہ عالم تھا...... کہ قیامت کے خوف اور یقین آخرت کے تصور سے پتلیوں کا رنگ روتے روتے بدل گیا تھا اور چہرے پر آنسو بہنے کی جگہ دو نیلگوں خط سے پڑ گئے تھے۔

اپنی بیماری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ دیکھو ایک ..... دودھ دینے والی اونٹنی۔ ایک برتن۔ ایک چادر اور ایک لونڈی جو بیت المال سے مجھے دی گئی تھی اس کو بیت المال میں واپس کر دینا۔ جب حضرت عائشہؓ نے یہ چیزیں حضرت عمرؓ کو بھیجیں تو حضرت عمرؓ بہت روئے اور فرمایا۔

اے ابوبکرؓ! اللہ کی رحمت آپ پر ہو۔ آپ نے اپنے جانشین کے لئے بہت مشکل نمونہ چھوڑا۔

قریب وفات فرمایا۔ عمرؓ ابن خطاب نہ مانا اور مجھ کو بیت المال سے وظیفہ دلایا۔ یہاں تک کہ چھ ہزار درہم بیت المال کے ابتک میرے نام پر صرف ہو چکے ہیں۔ اچھا میرا فلاں باغ بیچ کر



یہ رقم بیت المال میں داخل کر دینا۔

ربیعہ سلمیؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے اور ابوبکر صدیقؓ میں کچھ بات بڑھ گئی اور انہوں نے مجھے کوئی سخت لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گزرا۔ فوراً ان کو خیال ہوا فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو بھی مجھے کہہ دے تاکہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہنے سے انکار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یا تو کہہ لو ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کروں گا۔ میں نے اس پر بھی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا۔ تو وہ اٹھ کر چلے گئے۔ بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی زیادتی کی اور خود ہی الٹے حضورؐ سے شکایت کریں۔ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اگر یہ ناراض ہو گئے تو اللہ کا لاڈلا رسولؐ مجھ سے خفا ہو جائے گا۔ اور اس کی خفگی سے اللہ رب العزت ناراض ہو جائیں گے۔ تو ربیعہ کی ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ عرض کیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ٹھیک ہے تجھے ابوبکرؓ کے جواب میں اور بدلہ میں کہنا نہیں چاہیئے۔ البتہ یوں کہہ دو کہ اے ابوبکرؓ اللہ آپؓ کو معاف فرمائیں۔

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک پرندے کو دیکھ کر ٹھنڈی سانس بھری اور فرمایا۔ تو کس قدر خوش قسمت ہے کہ کھاتا ہے، پیتا ہے، درختوں پر بیٹھتا ہے۔ اور قیامت میں تجھ سے کوئی حساب کتاب نہ ہوگا۔ کاش ابوبکر تجھ جیسا پرندہ ہوتا۔ کاش میں گھاس ہوتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکرؓ آج جبرئیلؑ آئے اور اللہ کا سلام تمہارے لئے لے کر آئے ہیں۔ اور یہ کہ اللہ نے تم سے پوچھا ہے کہ سب کچھ میرے راستہ میں قربان کر دیا۔ اب ہم سے راضی ہو کہ نہیں۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ بہت روئے۔

انتقال کے وقت کفن کی بابت وصیت فرمائی۔ ’’بیٹی عائشہ! یہی لباس جو میں پہنے ہوئے ہوں میرا کفن ہوگا۔ ایک جگہ اس میں زعفران کا نشان ہے اسے دھو دینا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ ابا جان یہ تو پرانا ہے۔ آپ نے جواب دیا میرے لئے یہی پھٹا پرانا کافی ہے‘‘

دنیا سے بالکل پاکدامن ہو کر تشریف لے گئے اور اپنے عہدِ خلافت میں کسی قرابتدار کو کوئی عہدہ نہیں دیا۔

۷ جمادی الآخر ۱۳ھ کو حضرت ابوبکرؓ کو بخار آیا۔ پندرہ روز تک برابر بخار کا سلسلہ جاری رہا۔ آخرکار ۲۱ جمادی الآخر ۱۳ھ کی شام کو ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں رسول اللہ

حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب مد...

حابۂ کرام کے قلوب میں

صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۰

سو پہلو میں مصطفےٰ کے بنا آپ کا مزار
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(۲)

وہ ذات جن کے اسلام کے لئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی:۔

اللھم اعز الاسلام باحد الرجلین اما ابن ھشام و اما عمر بن خطاب۔

الٰہی اسلام کو عمرو بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ عزت دے۔

ایک دن آپ ہتھیار سنبھالے تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک شخص ملا۔ جس نے ان کے تیور دیکھ کر پوچھا۔ عمر خیر تو ہے کہاں کا ارادہ ہے؟ بولے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کرنے چلا ہوں۔ اس شخص نے کہا۔ میاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بعد میں قتل کرنا۔ پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں یہ سنتے ہی حضرت عمر پلٹے اور اپنی بہن کے گھر کا راستہ لیا۔ بہن اور بہنوئی حضرت خبابؓ سے قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آواز دی۔ کہ دروازہ کھولو۔ بہن نے جلدی سے قرآن کے اوراق کو رکھ دیا اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو اندر چھپا دیا۔ اور کہا کہ ہم نہیں دروازہ کھولتے۔

عمرؓ جیسا دھن کا پکا بھلا کب رکنے والا تھا۔ دروازے کو اس زور سے دھکا دیا کہ کواڑ ٹوٹ گئے۔ عمرؓ تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ آپ کے کانوں میں قرآنی آواز کی بھنک پہنچ چکی تھی۔ آتے ہی بہن کے سر پر کوئی چیز ماری۔ جس سے وہ غریب لہولہان ہو گئی۔ اور کہا اپنی جان کی دشمن تو بھی بد دین ہو گئی ہے۔ اس کے بعد بہنوئی سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیا تم محمدؐ کا کلمہ پڑھتے ہو؟ بہنوئی نے کہا کہ اگر محمدؐ دینِ حق پر ہوں تو کیا حرج ہے؟

اس پر عمرؓ کا غصہ اور بھڑکا۔ بہنوئی کی داڑھی پکڑ کر زمین پر گرا کر بے تحاشا مارنا شروع کر دیا۔ بہن نے چھڑانے کی کوشش کی۔ تو ان کے منہ پر اس زور کا طمانچہ رسید کیا۔ کہ خون جاری ہو گیا۔

حضرت فاروقِ اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

آخر وہ بھی عمرؓ کی بہن تھیں۔ فرمانے لگیں:۔ کہ

اے عمرؓ! ہمیں صرف اس جرم میں مارا جا رہا ہے کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں؟ بیشک ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ جس خطاب کا خون تیری رگوں میں کھول رہا ہے اسی خطاب کی بیٹی میں بھی ہوں جو تو کر سکتا ہے کر لے۔ ہم تو بس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جوتوں کے غلام بن چکے۔ ع

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

حضرت عمرؓ کو ان کے عزم و یقین پر حیرت ہوئی۔ نیز بہن بہنوئی کو اتنی سی بات پر لہولہان کر کے انہیں شرم بھی آ رہی تھی۔ کہنے لگے۔ اچھا اس کا مزہ مجھے بھی تو چکھاؤ۔

ادھر عمرؓ کی نگاہ صحیفہ کے اس جزو پر پڑی جو کہ جلدی میں باہر رہ گیا تھا انہوں نے ہر چند اصرار کیا کہ یہ ورق مجھے دے دو۔ مگر بہن نے کہا کہ تو کافر و مشرک ہے، نجس ہے اور نجس اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

حضرت عمرؓ نے فوراً غسل کیا۔ اور اس کو لے کر پڑھا۔ ادھر جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی مقبولیت کا وقت آچکا تھا۔ ان اوراق پر سورہ طٰہٰ ثبت تھی۔ اس کو پڑھنا شروع کیا۔ جب

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ لا وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۰

تک پڑھا تھا کہ حالت ہی بدل گئی۔ زار و قطار رونے لگے۔ اور کہا۔ میری پگڑی اتار کر میرے گلے میں ڈالو۔ اور مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کتے کی طرح گھسیٹ کر لے چلو۔ اور بے اختیار زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

یہ الفاظ سنتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ اندر سے باہر تشریف لے آئے اور کہا۔ اے عمرؓ! تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ کل پنجشنبہ کے روز حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ عمر اور ابوجہل میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہو، اس سے اسلام کو قوت عطا فرما۔ (یہ دونوں حضرات قوت میں بہت مشہور تھے۔) معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا تمہارے حق میں قبول ہو گئی ہے۔

جمعہ کی صبح کو دربارِ نبویؐ میں حاضری ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے عمر کب تک اللہ اور اس کے رسولؐ سے عداوت رکھے گا؟ (آپ کو علم ہو گیا تھا کہ میرے قتل کے ارادہ سے آ رہا ہے۔) عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ اب تو میں غلام بننے کے لئے آیا ہوں۔

جب یہ کفر کی بجلی اسلام کی تلوار بن گئی تو بہت ہی خوشی منائی گئی۔ ضعیف و کمزور مسلمانوں کی ہمت بندھی۔ اب تک مسلمان چھپ چھپ کر اپنے دینی فرائض انجام دیتے تھے۔ اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے

مدرسہ تعلیم الاسلام (لائلپور)

شخص ہیں جنہوں نے کفّار کو جمع کر کے پہاڑی پر چڑھ کر باآواز بلند اعلان کیا کہ جسے اپنی ماں کو اپنے غم میں رُلانا ہو اور جسے اپنے بچّے یتیم کرانا ہوں اور اپنی بیوی کو بیوہ کرانا ہو وہ میرا مقابلہ کرے۔ کیونکہ عمر مسلمان ہو گیا ہے۔

کفر اور کفر نوازوں پر سنّاٹا چھا گیا۔ پھر زیرِ لب چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ ابھی تو محمدؐ کے قتل کے ارادہ سے گئے تھے۔ آخر ان کو کیا ہو گیا ؎

بدلنا ہے اگر تجھ کو بدل جیسے عمرؓ بدلے
نہ جیسے بولہب بدلا اگر بدلا تو کیا بدلا

ایک دن حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ جب دین سچّا ہے تو کسی کے باپ کی کیا مجال ہے کہ ہمیں روکے۔ ہم بھی بیت اللہ (خانہ کعبہ) میں جا کر نماز ادا کریں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر کعبہ شریف میں نماز ادا کی گئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ

ماذ لنا اعزۃ منذ اسلم عمرؓ

جب سے حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا ہے ہم بالادست ہو گئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشیرِ خاص تھے اور خلیفۂ اوّل سیّدنا صدیق اکبرؓ کے عہد میں اس منصب کے ساتھ ساتھ مدینہ منوّرہ کے قاضی بھی تھے۔ آپ نے دس برس اپنے عہدِ حکومت میں اشاعتِ دین، رعایا پروری، عدل و انصاف، مساوات، اخوّت، صبر و قناعت اور فتوحاتِ اسلامی کے سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دیں وہ تاریخِ عالم میں اپنی مثال آپ ہیں۔

آپ کے عہدِ زرّیں میں ایک ہزار چھتیس بڑے بڑے شہر مع مضافات کے فتح ہوئے۔ آپ کے زمانۂ خاص میں چار ہزار مسجدیں اور نو سو جامع مساجد تعمیر ہوئیں۔ آپ کے زمانۂ مبارک میں ایران و روم جیسی طاقتور حکومتیں غلامانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زیرِ نگیں ہوئیں اور تمام عالم میں اسلام کا سکّہ بیٹھ گیا۔

آپ کے جنّتی ہونے کی خوشخبری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی دی تھی۔

آپ کا

قیامت کے تصوّر اور آخرت کے حساب سے یہ حال تھا۔ کہ ایک روز گھاس کا تنکہ اُٹھا کر فرمانے لگے۔ کاش میں یہ ہوتا۔ کاش میں پیدا ہی نہ ہُوا ہوتا۔

ایک روز کسی گھر کی طرف گزر ہُوا وہاں کوئی شخص نماز میں سورۃ والطور پڑھ رہا تھا۔ جب اس آیت پر پہنچا۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ الخ

(بے شک تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر ہی رہے گا۔) تو سواری سے نیچے اُتر آئے اور دیوار سے سہارا لگا کر دیر تک بیٹھے سوچتے رہے۔ اس کے بعد اپنے گھر آئے۔ تو ایک ماہ تک بیمار رہے۔ لوگ عیادت کو آتے تھے۔ لیکن بیماری کی وجہ سمجھ میں نہ آتی تھی۔

جب کبھی کوئی بیت المال کا اونٹ گُم ہو جاتا تو خود تلاش کو نکلتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ گرمیوں میں دوپہر کے وقت جبکہ سخت لُو چل رہی تھی۔ آپ کو باہر جاتے دیکھا تو حضرت عثمانؓ نے پوچھا۔ تو فرمایا۔ بیت المال کا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ اسے تلاش کرنے چلا ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ اے خلیفۂ رسول اللہ یہ کام کوئی اور کر لے گا۔ تو ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے دن تو باز پُرس مجھی سے ہو گی"۔

یمن کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے آپ کے سامنے یمن کا ایک مشہور حلوہ بطور ہدیہ پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ کہ اے ابوموسیٰ کیا یمن کے رہنے والے سب چھوٹے بڑے یہ حلوہ مہیا کرنے اور کھانے پر قادر ہیں۔ ابوموسیٰ نے انکار کیا تو پھر ارشاد فرمایا۔ کہ "اکیلا عمرؓ کیسے کھا سکتا ہے"۔

اس ایک واقعہ سے حضرت عمرؓ کے احساس فرائض اور ذمہ داری کا کس قدر اندازہ ہوتا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن اگر اعلان کیا جائے کہ سب لوگ جنّت میں جائیں سوائے ایک کے تو مجھے خوف ہو گا۔ کہ وہ ایک شاید میں ہی نہ ہوں۔

رات کو لوگ تو سو جایا کرتے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساری ساری رات گشت کرتے کہ کوئی تکلیف میں نہ ہو اور لوگوں کے دروازوں پر آکر رات کو باتیں سُنتے کہ کہیں کوئی میری شکایت نہ کر رہا ہو اور میرے ڈر سے میرے منہ پر نہ کہہ سکتا ہو۔

آپ کے غلام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ چلو لوگوں کی خبر گیری کے لئے باہر چلیں۔ تو دیکھا مدینہ کے باہر آگ جل رہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شاید کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کے باعث شہر میں نہیں آسکا۔ باہر ہی ٹھہر گیا۔ اس کی خبر لیں۔ رات کو حفاظت کا انتظام کریں۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ چند بچّے رو رہے ہیں اور چلّا رہے ہیں۔ اور ایک دیگچی چولہے پر رکھی ہے۔ جس میں کوئی چیز پک رہی ہے۔ اور آگ خوب تیزی سے نیچے جل رہی ہے۔ آپ نے سلام کیا اور قریب آنے کی اجازت لے کر اس عورت کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ بچّے کیوں رو رہے ہیں؟ عورت نے کہا کہ بھوک سے لاچار ہو کر رو رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اس دیگچی میں جو کچھ بھی پک رہا ہے جلدی سے ان کو کھلا دو تاکہ سو جائیں۔ اس نے عرض کی کہ آپ خود ہی ڈھکنا اُٹھا کر دیکھیں دیکھا تو پانی میں پتھّر اُبل رہے ہیں۔ اس عورت نے کہا یہ صرف بچّوں کی تسلّی کے لئے ہے۔ تاکہ یہ تسلّی رکھیں کہ کچھ پک رہا ہے اور سو جائیں۔ بھلا میرے پاس کھانے کو کہاں۔ میں بیوہ ہوں۔ میرا خاوند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شہید ہو گیا تھا اور میرا جوان بیٹا بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک جنگ میں شہید گیا ہے۔ اب میں ہوں اور یہ چھوٹے چھوٹے بچّے ہیں جو بھوک سے بلک رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور فرمایا کہ ہائے ماں! مدینہ منوّرہ میں خلیفۂ وقت عمر رہتا ہے تو اس سے جا کر درخواست کرتی تاکہ بیت المال سے تیرا وظیفہ مقرر ہو جاتا۔ اس عورت نے کہا کہ میں کیوں جاتی۔ اس کے پاس عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہے۔ اسکا

ذمہ تھا کہ میری اس تنگی کی خبر لیتا۔ حضرت عمرؓ نے اب بھی نہیں بتلایا کہ عمر میں خود ہی ہوں۔ فوراً شہر کی طرف لوٹے اور بیت المال کا دروازہ کھولا۔ اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بوری آٹا، اور میٹھا اور گھی اور کپڑے اور درہم لئے۔ اور فرمایا کہ بوری میری کمر پر رکھ دو۔ اسلم کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند عرض کی۔ آدھا سامان میں اٹھا لیتا ہوں۔ مگر حضرت عمرؓ نے نہ مانا اور ارشاد فرمایا کہ کل قیامت کے دن اگر اس بڑھیا نے دعویٰ کر دیا کہ عمرؓ کی خلافت میں ہیں اور میرے بچے بھوکے رہے تھے تو اس کی جواب دہی کون کریگا۔ یہ سامان تو مجھے ہی اٹھانا ہے۔

غرض سب سامان اُٹھا کر بہت تیزی سے ان کے پاس پہنچے۔ بچے رو رو کر سو گئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً چولہے میں آگ جلائی۔ اسلم کہتے ہیں کہ عمر رو بھی رہے تھے آگ بھی جلا رہے تھے۔ لکڑیاں کچھ تو ویسے ہی گیلی تھیں۔ کچھ امیرالمومنین کے آنسوؤں سے گیلی ہو رہی تھیں۔ غرض آگ جلائی۔ دیگچی میں گھی ڈال کر آٹے کو بھونا۔ پھر میٹھا ڈال کر حریرہ سا تیار کر کے طشتریوں میں ڈال کر بچّوں کو جگایا اور اپنے ہاتھ مبارک سے کھلا رہے تھے۔ اور وہ عورت بہت خوش ہو رہی تھی اور دعائیں دے رہی تھی۔ جب بچّے کھا کر کھیلنے میں مصروف ہو گئے۔ تو جو بچا تھا وہ اس عورت کے سپرد کر کے فرمانے لگے کہ یہ اگلے وقت کے لئے رکھ لو اور باقی سامان خورد و نوش بھی سنبھال لو۔

یہ دیکھ کر عورت کہنے لگی بیٹا! تو عمر سے کہیں زیادہ اس خلافت مستحق تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ کل بھی تم دربار خلافت میں ضرور آنا۔ میری عمرؓ سے جان پہچان ہے۔ میں تمہاری سفارش کرونگا اور تم مجھ کو وہیں پاؤ گی۔ پھر ذرا ہٹ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے ان بچّوں کو روتے ہوئے دیکھا ہے۔ اب ذرا ہنستا ہوُا بھی دیکھ لوں۔ کچھ دیر بعد آپ تشریف لے آئے۔

صبح کو جب وہ عورت دربار میں حاضر ہوئی تو فوراً پہچان گئی۔ کہ ادھو یہ تو رات کو خلیفۃ المؤمنین خود ہی تھے۔

حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر بھرے دربار میں ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ اے ماں! جو سزا مجھے دینی چاہیے اب دے لے۔ کل کو قیامت میں اللہ کے دربار میں میرے خلاف دعویٰ دائر نہ کرنا کہ عمرؓ کی خلافت میں مَیں اور میرے بچے بھوکے سوئے تھے۔

(اشہر مشاہیر منتخب کنز الاعمال)

اللھم ارفع درجتہ فی الجنّۃ آمین

صبح کی نمازوں میں اکثر لمبی سورتیں مثلاً سورہ کہف، سورہ طٰہٰ وغیرہ پڑھتے اور روتے۔ حتیٰ کہ کئی کئی صفوں تک رونے کی آواز جاتی۔ تہجّد میں اکثر روتے روتے گر جاتے۔

آخر ایک روز فجر کی جماعت کرا رہے تھے کہ ایک کافر نے شانہ اور ناف کے درمیان خنجر سے وار کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی جگہ نماز کا امام حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بنایا اور خود زمین پر گرے پڑے رہے۔ آپ کے علاج کے لئے ایک طبیب کو بُلایا گیا۔ جو انصار میں سے تھا۔ اُس نے آپ کے لئے دودھ تجویز کیا۔ وہ دودھ جوں کا توں زخموں کی راہ باہر نکل آیا۔ یہ حال دیکھ کر طبیب نے عرض کیا کہ خلیفۃ المؤمنین اپنا قائمقام منتخب کر لیجئے۔ یہ سُن کر آس پاس کے کھڑے لوگ رونے لگے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رونا ہو وہ یہاں سے چلا جائے۔

اپنے آقا کے پاس دفن ہونے کا شوق

حضرت عمرؓ نے جب دیکھا کہ دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب ہے تو اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے فرمایا۔ کہ بیٹا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جا کر کہو کہ عمر سلام کہتا ہے۔ اور دیکھو عبداللہؓ! امیرالمؤمنین نہ کہنا۔ کیونکہ اب میں امیرالمؤمنین نہیں ہوں۔ اور عرض کرنا کہ عمر چاہتا ہے کہ آپ کے حجرہ مبارک میں اس کے دو محترم رفیقوں کے ساتھ اس کو جگہ دی جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ وہاں پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی رو رہی تھیں۔ آپ نے جب پیغام پہنچایا تو وہ اور زیادہ روئیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ میں اس جگہ کو اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ مگر اب میں حضرت عمرؓ کو اپنے پر ترجیح دیتی ہوں۔

جب عبداللہؓ واپس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو سہارا دے کر بٹھا دو۔ چنانچہ بٹھائے گئے۔ فرمایا اب کہو کیا پیغام لائے ہو؟ انہوں نے پیغام سُنایا تو فرمانے لگے۔ الحمد للہ! میری سب سے بڑی یہی خواہش تھی جو خدا نے پوری کر دی۔

پھر ارشاد فرمایا کہ جب میرا جنازہ اٹھاؤ تو حجرہ شریف کے دروازہ پر لے جا کر رکھ دینا۔ پھر سلام عرض کرنا اور یہ عرض کرنا کہ عمر اجازت چاہتا ہے۔ اگر اجازت دے دیں تو پھر دفن کرنا۔ ورنہ گورِ غریباں میں دفن کرنا۔

وفات کے وقت خوفِ الٰہی سے رونے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے امیرالمؤمنین آپ کو بشارت ہو۔ جب رسول اللہ صلعم دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ سے راضی تھے اور جب حضرت ابوبکرؓ دنیا سے تشریف لے گئے وہ آپ سے راضی تھے۔ اب آپ دنیا سے سدھار رہے ہیں تو سب مسلمان آپ سے خوش ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہو۔ واللہ! آنے والی منزل اس قدر سخت ہے کہ اگر میرے پاس مشرق و مغرب کے خزانے ہوں اور ان کے فدیہ میں جان چھڑا سکوں۔ تو اس سودے کو ارزاں سمجھوں۔

عالمِ نزاع میں آپ نے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹا میری پیشانی زمین سے لگا دو۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی تو عرض کیا۔

اے اللہ! مجھے اپنی مغفرت سے ڈھانپ لے۔ اگر ایسا نہ ہوُا تو افسوس مجھ پر اور میری ماں پر جس نے مجھے جنا۔

اس کے بعد جان جاں آفریں کے سپرد کی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ کی وفات زخمی ہونے کے تیسرے دن بعد ہوئی۔ آپ کی عمر بھی آپکے دونوں محترم رفقاء کیطرح ۶۳ سال کی ہوئی

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را
آمین

۳

یہ وہ بزرگ ہستی ہیں۔ جن کے عقد میں یکے بعد دیگرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں۔ اس لئے آپ ذوالنورین کے لقب سے ملقب ہوئے۔

آپ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مال میں بہت برکت دی۔ خوب کمایا اور خوب راہ مولیٰ میں لٹایا۔ جب آپ کے سامنے اسلام پیش کیا تو بے جھجک آپ نے اسے قبول فرمایا اور دنیوی مصالح کو نظر انداز کر دیا۔

اسلام قبول کرنے کی پاداش میں حضرت عثمان بھی دوسرے بلاکشان اسلام کی طرح کفار قریش کے مظالم کا شکار ہوئے آپ ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی خاطر رحمت عالم کے حکم سے اعزہ و اقربا اور وطن کو خیر باد کہہ کر اولاً حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

آپ نے بدر کے سوا تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ غزوہ بدر کے وقت آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی منجھلی صاحبزادی)، سخت بیمار تھیں آپ حضور اکرمؐ کے حکم سے مدینہ طیبہ اہلیہ محترمہ کی تیمارداری کے لئے رک گئے تھے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غزوہ میں شریک ہی جانا اور بہت ثواب اور بشارات کا وعدہ فرمایا۔

اسی زمانہ میں جب حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فرزندی کے فخر سے محروم ہوئے تو بہت ہی غمگین رہا کرتے۔ جب ان کا غم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا عقد آپ سے کر دیا۔ یہ وہ فخر ہے جو آپ کے سوا کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔

جب قیصر روم کی آمد کی خبر مدینہ منورہ میں مشہور ہوئی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی تیاری کا حکم دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار دینار کی تھیلیاں چندے میں پیش کیں۔

ترمذی شریف میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عثمانؓ نے اتنا چندہ دیا ہے کہ اب وہ خواہ کچھ کریں ان کا کوئی کام ان کو نقصان نہیں پہنچائیگا آپ کے جنتی ہونے کی خوشخبری دنیا میں ہی دے دی گئی تھی۔

وہ ذات جس کے جود و کرم کی بارشوں نے ہر موقعہ پر کشت ملت کی آبیاری کی۔ جب مہاجرینؓ مدینہ شریف آئے تو ان کے پاس کوئی میٹھا کنواں نہ تھا۔ ایک بڑا کنواں بیر رومہ کا ہی پانی صرف میٹھا تھا اور وہ ایک یہودی کے ملک میں تھا۔ جو کہ مسلمانوں کو پانی نہ لینے دیتا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہے جو بیر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے اور اس کے



عوض ہیں جنت کے چشمہ کا مالک ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار کے صرف سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

(احقر راقم نے اس کنوئیں کی زیارت کی ہے۔ احد کی جانب واقع ہے۔ وہ کنواں اب بھی بہت اچھی حالت میں ہے۔ اور مدینہ منورہ کے محکمہ زراعت کی تحویل میں ہے۔ اس میں اب ٹیوب ویل لگا ہوا ہے۔ احقر نے اس کا پانی بھی پیا اور وضو بھی کیا۔ کم از کم چودہ ہاتھ اس کا اندر ہو گا۔)

آپ کا شمار کاتبین وحی میں ہوتا تھا۔ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص رفقاء کار میں سے تھے۔ جو بعض مواقع پر مدینہ منورہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائمقام بھی رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مشیر خاص تھے۔ آپ نے آنحضرتؐ کے زمانہ میں قرآن پاک کا ایک نسخہ جمع کیا تھا۔

انہوں نے بڑی کثرت سے غلام آزاد کئے۔ جن کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ:۔

لکل نبی رفیق فی الجنۃ و رفیقی فیھا عثمان ابن عفانؓ۔

(ہر نبی کا جنت میں رفیق ہو گا اور میرے رفیق عثمان بن عفانؓ ہیں۔)

جس ذات کی بابت حضرت عبداللہؓ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو ان کی خلافت کے زمانہ میں ممبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اس وقت ان کے لباس کی قیمت چار پانچ درہم سے زیادہ نہ تھی۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو زمانہ خلافت میں دیکھا۔ کہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں اور سنگریزوں کے نشانات ان کے پہلو میں بن گئے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ امیرالمؤمنین ہیں اور اسی حالت میں رہتے ہیں۔

آپ کا

خوف قیامت سے یہ حال تھا کہ بلک بلک کر رویا کرتے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ آخرت کا قصاص بہت مشکل ہے۔ دنیا کا قصاص آسان ہے۔

آخر اس شمع رسالت کے پروانے کو جب باغیوں نے محاصرہ میں لے لیا اور مدینہ منورہ میں آپ اپنے مکان میں پیاسے رہے۔ باغیوں نے آپ کو شہید کرنے کا عزم کر لیا۔ ادھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق پورا یقین تھا۔ کہ شہادت نصیب ہو گی۔ آخر باغی اندر گھس آئے۔ آپ اس وقت بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔

فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم ○

پر پہنچے تھے کہ غافقی کم بخت نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک پر لوہے کا ایک گز مارا۔ جس سے آپ پہلو کے بل گر پڑے۔ سودان بن حمران نے تلوار کھینچ کر وار کیا۔ لیکن وفادار بیوی نے اپنے ہاتھ پر روکا۔ جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ پھر عمرو بن حمق نے اپنی حماقت و ضلالت کا ثبوت دیا کہ آپ کے نو زخم لگائے۔ پھر کوئی شقی القلب

آپ کے سینہ مبارک پر چڑھ بیٹھا۔ اور اس نے گردن مبارک کو سینہ سے جدا کر دیا۔ خون کے چھینٹے قرآن پاک پر پڑے۔ اس طرح خلیفۃ المسلمین کے گلشن حیات کو تاراج کرنے کے بعد مفسدین نے کاشانۂ خلافت کو خوب لوٹا۔ پھر بیت المال پر ہاتھ صاف کیا۔

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو یہ حادثہ فاجعہ پیش آیا۔ حضرت زبیرؓ یا حضرت جبیرؓ بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع میں عروس خلافت کو دفن کر دیا گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کا نشان جنت البقیع میں اچھی طرح موجود ہے۔

۴

وہ ذات جس نے عالم طفلی میں اسلام کی حقیقت کو تسلیم کر لیا۔ جس نے کبھی بھی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ جن کے جنتی ہونے کی خوش خبری دنیا میں ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

جن کی بابت غزوہ تبوک میں رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہارون کی طرح (جو موسیٰ علیہ السلام کے نائب تھے) میرے نائب و قائمقام ہو۔ جو آپؐ کے زمانہ میں کاتب وحی رہے۔ جن کے عقد میں سب سے چہیتی بیٹی سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ دیں۔ جن کی علمی قابلیت کا اعتراف حضرت عمر فاروقؓ ابن عباسؓ وغیرہم جلیل القدر صحابہ نے کیا۔

۷ھ میں جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ وہاں پر یہودیوں نے بڑے بڑے مضبوط قلعے بنا رکھے تھے جب متعدد صحابہؓ قلعوں کو فتح کرنے میں ناکام رہے تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ کل ایک ایسے شخص کو میں علم دوں گا جو فتح کر لے گا۔

چنانچہ حضرت علیؓ نے حیرت انگیز شجاعت کے ساتھ ان کے سرداروں کو قتل کیا۔ اور علم اسلام قلعہ پر لہرا دیا۔

۸ھ میں فتح مکہ اور پھر غزوۂ حنین میں بھی حضرت علیؓ پیش پیش تھے فتح مکہ کے موقعہ پر علم اسلامی حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا۔ اور غزوہ حنین میں آپ ان ثابت قدم صحابہؓ میں سے تھے۔ جن کی نوکِ شمشیر نے نقشہ جنگ بدل دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبوک کا قصد فرمایا۔ تو آپ نے ہی بعد میں مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت کی تھی۔

ان کی خوفِ قیامت سے یہ حالت تھی کہ رات کے اندھیروں میں تڑپ تڑپ کر روتے جیسے کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہو۔

بالآخر ۱۷ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی فجر کے وقت جب کہ آپ حسب معمول لوگوں کو نماز کے لئے



جگا کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ تو بدبخت شبیب جو چھپا بیٹھا تھا نکلا اور حضرت علیؓ پر تلوار سے حملہ کیا۔ آپ محراب میں گر پڑے۔ اب ابن ملجم ملعون آگے بڑھا اور حضرت امیر کے سر مبارک پر دوسرا وار کیا۔ حضرت کی ڈاڑھی خون میں تر بتر ہو گئی۔ چنانچہ اسی طرح آپ کی ہستی مبارک کا چراغ گل ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

انتقال کے وقت یہ آیت کریمہ زبانِ مبارک پر تھی:۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝

آپ کی عمر بھی ۶۳ سال ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت امام حسنؓ نے پڑھائی۔ اور ابن کثیرؒ کی ایک مرجح روایت کے مطابق کوفہ کے اندرونی حصہ میں دفن کئے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اُن اکابر صحابہؓ کے خوف کا تھوڑا سا نمونہ ہے۔ جن کے لئے دنیا میں ہی جنت رجسٹرڈ ہو گئی تھی۔ اب ہم سب کو اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے کہ ہمیں کتنی اللہ کی خشیہ اور کتنی فکرِ آخرت ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کی اپنی خشیہ اور فکرِ آخرت عنایت فرمائیں۔ آمین ثم آمین یا اللہ العالمین ۞

بقیہ:

مجلسِ ذکر

(صفحہ ۸ سے آگے)

جب میں جوان تھا تو عموماً تھرڈ کلاس میں سفر کیا کرتا تھا۔ مگر اب میں ۷۷ سال کا بوڑھا ہوں اور ساتھ ساتھ فالج کا مریض بھی ہوں۔ میرے معالج ڈاکٹر چوہدری خدا ان کو خوش رکھے۔ مجھے اکثر ٹیکے وغیرہ لگاتے رہتے ہیں اور طبیعت کی بحالی کے لئے یونانی اور انگریزی دوائیاں کھاتا رہتا ہوں۔

میں جہاں مردوں سے خوش ہوں۔ وہاں عورتوں سے بھی بہت خوش ہوں کہ اگر ان کو دین کی طرف توجہ دلائی جائے تو وہ بھی مردوں کے برابر خدا یاد کرتی ہیں۔ (سورۃ تحریم۔ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَہْلِیْکُمْ نَارًا۔ ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچا لو۔) میں نے چار مسجدیں بنوائی ہیں جن میں دو مسجدیں فقط عورتوں کے پیسہ سے بنی ہیں اور ان میں غسلخانہ حجرے وغیرہ ہیں اور ان میں مردوں کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ الحمد للہ ہفت روزہ خدام الدین کے مطالعہ سے لوگوں کو کافی دینی شعور پیدا ہو رہا ہے۔ اور مجھے اکثر عورتوں کی جانب سے اس کی تصدیق و تائید کے خط آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مجھے فقط ایک عورت کو بیعت کرنے کے لئے کوئٹہ کا سفر کرنا پڑا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ اس کی وجہ سے اور عورتوں کو دین کی طرف توجہ ہوگی۔ میں نے کبھی کسی دینی کام کو سرانجام دینے کیلئے چندہ کی اپیل نہیں کی اور آپ اس پر شاہد ہیں۔ مسجد ملحقہ مدرسۃ البنات کی تعمیر و تکمیل پر ...... روپے خرچ ہوئے ہیں۔ لیکن میں نے کبھی کسی سے (ص۱۵) چندہ نہیں مانگا۔ میں فقط ارادہ کر کے کام شروع کر دیا کرتا ہوں اور خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ وہ خود اس کی تکمیل کے سامان پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ پھر آپ حضرات کو ذکر کی تلقین کرتا ہوں اور دعا ہے اپنی اور آپ کی استقامت کی دعا کرتا ہوں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بقیہ ؛

وفاق کی ضرورت

(صلا سے آگے)

بعد ازاں ۱۴ر ۱۵ر ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۸ر ۱۹ر اکتوبر کو تمام مدارس ملحقہ کے نمائندگان کی مجلس شوریٰ بلائی گئی۔ جسمیں دستور وفاق کی منظوری کے ساتھ ساتھ تین سال کے لئے عہدہ داران کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی کو صدر، حضرت مولانا خیر محمد صاحب ملتانیؒ حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری کو نائب صدر اور احقر محمود عفا اللہ عنہ کو ناظم منتخب کیا گیا۔

دستور میں پاس شدہ اغراض و مقاصد مستقل عنوان کے تحت آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

محمود عفا اللہ عنہ ناظم وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اغراض و مقاصد وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وفاق المدارس العربیہ کے حسب ذیل اغراض و مقاصد ہوں گے:۔

الف:۔ یہ وفاق مندرجہ ذیل درجات کے لئے ایک جامع نصاب تعلیم مرتب کریگا۔ (۱) ابتدائی (۲) وسطانی (۳) فوقانی (۴) درجہ تکمیل۔

ب:۔ یہ وفاق ابتدائی، وسطانی اور فوقانی، مدارس میں باہمی اتحاد اور ربط پیدا کرنے کی کوشش کریگا۔ اور ان کی کاملاً تنظیم کرے گا۔

ج:۔ مروجہ نصاب تعلیم میں دینی جدید تقاضوں کے مطابق مناسب و موزوں تصرف کریگا، اور بوقت ضرورت مناسب کتابیں طبع کرائے گا۔

د:۔ وہ مدارس جو اس وفاق سے الحاق کرینگے ان میں نصاب تعلیم نظام تعلیم اور امتحانات میں یکجہتی باقاعدگی اور ہم آہنگی پیدا کریگا۔

ہ:۔ جدید عصری تقاضوں کے مطابق تعلیمات اسلامیہ کی ترویج و نشر و اشاعت کریگا۔ اور اہم موضوعات پر مستند اور تحقیقی کتابیں تالیف و تصنیف کرے گا۔

و:۔ یہ وفاق مدارس دینیہ کے احیا و بقاء اور ترقی کے لئے صحیح اور موثر ذرائع اختیار کرے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اس امتحان سے جہاں طلبہ کو پورے پاکستان کے اہل علم و فضل طبقہ کے سامنے اپنی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا موقعہ ملے گا۔ وہاں تمام دینی اداروں کا مستقبل بھی روشن ہوتا ہوا نظر آئے گا۔ فللّٰہ الحمد

اس کے علاوہ وفاق بہت جلد کوشش کرنے والا ہے کہ حکومت پاکستان سے وفاق کی سند کو معتبر تسلیم کرائے۔ اس کے بعد انشاء اللہ حکومت وفاق کے سند یافتہ عالم کو علوم عربیہ اور دینیات کا فاضل قرار دے سکے گی اور اس کی حسب حیثیت اس کو ملازمت بھی مہیا کر سکے گی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

ناظم وفاق مدارس عربیہ پاکستان کچہری روڈ ملتان شہر

امتحان وفاق کے فوائد

وفاق المدارس العربیہ نے فارغ التحصیل طلبہ و فضلا کے مستقبل کو مد نظر رکھ کر امتحان کی یکا نگت کا فیصلہ کیا ہے اس امتحان کے نتیجہ میں وفاق کے مرکز کو فضلا کی ہر قسم کی صلاحیتوں کا پورا پورا علم حاصل ہوگا۔ اور یہ علم صرف ظاہری سطح کا نہ ہوگا۔ بلکہ حقائق پر مبنی ہوگی۔ اسی بنیاد پر وفاق فارغ التحصیل طلبہ کو مدارس عربیہ اور دیگر تعلیمی و تبلیغی اداروں میں علمی و دینی خدمات پر مامور کرنے کی سفارش کر سکے گا۔

نیز وفاق اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہونیوالے طلبہ کو ان کے طبعی رجحانات و عزائم کو پیش نظر رکھ کر درجات تخصص

الف:۔ تخصص فی علوم الحدیث والتفسیر

ب:۔ تخصص فی الفقہ والقضاء والافتاء

ج:۔ تخصص فی التاریخ والادب العربی

د:۔ تخصص فی المعقولات

ہ:۔ تخصص فی الدعوۃ والارشاد

میں داخلہ دلا کر دو سال اور ان کی خصوصی تعلیم کا انتظام کرے گا۔ تاکہ ملک میں اس وقت جو قحط الرجال موجود ہے۔ اس پر قابو پایا جا سکے اور تمام دینی شعبوں میں کام کرنے کے لئے ہونہار نوجوان طبقہ اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ آگے بڑھ کر اسلاف کرام رحمہم اللہ کا جانشین بن سکے۔

امتحان وفاق کی قابل ذکر خصوصیات

(۱) کسی بھی ایسے عالم حدیث شریف کو اس امتحان کا ممتحن نہیں بنایا گیا۔ جن کے تلامذہ امتحان میں شریک ہوں اور وہ مظنۂ تہمت بن سکیں۔

(۲) ممتحنین کے ناموں اور پتوں کو اس قدر صیغۂ راز میں رکھا گیا کہ میرے رفیق مولانا محمد ادریس صاحب بھی تشکیل امتحان کا تمام تر کام انجام دینے کے باوجود ابھی تک تفصیلی طور پر ان سے ناواقف ہیں۔

(۳) سوالات کے پرچے اس قدر محفوظ رکھے گئے ہیں کہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ بھی کسی پرچہ کے سوالات سے پرچہ کھلنے کے وقت سے پہلے واقف نہیں ہو سکے ہیں، اور مولانا محمد ادریس صاحب بھی کاتب کے حوالے کرنے کے دن سے پہلے ان سے بالکل بے خبر تھے اور اس کے بعد بھی پورے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ کاتب (جو عربی سے ناواقف ہے) اور مولانا محمد ادریس صاحب کے سوا کسی بھی تنفس کو پرچوں کی ہوا تک نہیں لگنے دی گئی۔

(۴) مدارس متعلقہ کے ممتحنین یا مدرسین کو نظم امتحان میں دخل دینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی گئی۔ البتہ ناظمین امتحان کے ساتھ ان کے اعتماد پر ممتحنین و مدرسین نے کامل تعاون کیا ہے۔

(۵) امتحان کا طریق کار اس طرح مرتب کیا گیا۔ کہ اس پر عمل کرنے کے بعد طالب علم کو کوئی امداد باہر سے ہرگز نہیں پہونچ سکی اور نہ ہی ممکن تھا۔

(۶) طریق کار ایسا رکھا گیا کہ ناظم امتحان بھی اول سے آخر تک امتحان کی نگرانی کرنے کے باوجود سوالات اس وقت واقف ہو سکے جب پرچہ کھلا۔ اور تقسیم ہوا۔ اسی طرح جوابات کی کاپیاں وہ روزانہ امتحان کا وقت ختم ہوتے ہی سربمہر کر کے دفتر وفاق کو بذریعہ رجسٹری روانہ کرتے رہے۔ اس نظم کی وجہ سے ناظم امتحان کے لئے بھی مداخلت کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی تھی نہ امتحان سے پہلے اور نہ بعد میں۔

(۷) ممتحنین کے پاس سفارش رسانی کی بیخکنی کرنے کی غرض سے اصلی نمبر فرضی رول نمبروں سے اس طرح تبدیل کئے گئے ہیں کہ اب کسی خاص طالبعلم کی کاپی کو نہ ممتحن شناخت کر سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا شخص۔ نیز ممتحنین کے لئے بھی سفارش کرنے والوں سے حقیقی اور واقعی معذرت کا راستہ پیدا کر دیا گیا۔

(۸) اس کراچی سے پشاور تک بیک وقت چودہ مرکزوں میں منعقد ہونے

والے امتحان کے کنٹرول اور نگرانی کا اندازہ آپ اس سے کیجئے کہ ایک طالبعلم سرخ روشنائی سے پرچے لکھتا ہے جو اس کی مخصوص نشانی کا کام دے سکتی ہے۔ تو چوتھے پرچے کے دوران میں بذریعہ تار امتحان گاہ میں ہی اس کو سرخ روشنائی استعمال کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ بعض مرکزوں کے طالبعلم اور ناواقفیت کی بنا پر رجسٹریشن نمبر کو رول نمبر کی جگہ لکھتے ہیں تو دوران امتحان میں ہی ایک خط کے ذریعہ تمام مرکزوں کو اس غلطی سے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ کسی مرکز کا کوئی طالب کاپی جوابات کی سلپ کی بجائے کاپی جوابات پر اپنا رول نمبر یا نام غلطی سے یا قصداً لکھ دیتا ہے۔ تو اس کو فوراً رد کیا جاتا ہے اور جتنی کاپیوں پر ایسا ہو چکا ہوتا ہے ان پر کالی یا نیلی روشنائی اس طرح لگا دی جاتی ہے کہ اسے پڑھنا یا پہچانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ راتوں کو بیٹھ کر کاپیوں کو چیک کیا جاتا ہے اور ہر اس چیز کو جو نشانی سمجھی جا سکے مٹا دیا گیا ہے۔

(۹) امتحان گاہ میں ناظمین امتحان نے دفتر سے بھیجی ہوئی رول نمبر چٹیں امتحان شروع ہونے سے پہلے ہی ہر طالب علم کی نشست پر چسپاں کر دی ہیں اور کسی طالبعلم کو پورے امتحان میں اپنی سیٹ (جگہ) بدلنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے اور ناظمانِ امتحان کے کمروں اور سیٹوں کے نقشے بنا کر پہلے ہی دن دفتر کو بھیج دیئے ہیں اور محفوظ رکھے گئے ہیں۔ تاکہ اگر ممتحن کو پرچہ دیکھتے وقت کسی طالب علم سے نقل کا شبہ ہو تو نشستگاہ کے نقشہ سے فیصلہ کیا جا سکے کہ اس طالب علم کے لئے دوسرے سے نقل کرنا ممکن ہے یا نہیں۔

(۱۰) امتحان کی تشکیل وانصرام اور قواعد وضوابط امتحان نیز اول سے آخر تک طریق کار کا ملک کی کسی بھی یونیورسٹی یا بورڈ کے نظم امتحان سے مقابلہ کر کے دیکھ لیجئے آپ وفاق کے امتحان کو کسی اعتبار سے کمتر نہ پائیں گے کسی نہ کسی یونیورسٹی کے پرچے ہر سال کسی نہ کسی ذریعہ سے آؤٹ ہوتے رہتی ہیں کالجوں کے پرنسپلوں اور پروفیسروں کی مداخلت اور سفارشوں سے تو کوئی امتحان محفوظ رہ ہی نہیں سکتا۔ لیکن الحمدللہ پورے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے امتحان میں کسی بھی طالب علم یا مہتمم ومدرس کو کسی بھی پرچہ کا مطلق پتہ نہیں چل سکا اور نہ انشاء اللہ کوئی سفارش یا اثر کارگر ہو سکے گا۔ اور پورے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ نتیجہ بالکل صحیح اور منصفانہ ہو گا۔

جو لوگ اول سے آخر تک امتحان کی کیفیت قریب سے دیکھتے رہے ہیں وہ ہی نظم امتحان اور امتحان کی نگرانی کی خوبی کو سمجھ سکتے ہیں۔ یا جن حضرات کا ایسے طویل وعریض امتحانات سے سابقہ پڑا ہے۔ وہ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ پورے امتحان میں اور اس کے بعد بھی اب تک نظم امتحان سے متعلق کسی کو شکایت کا موقعہ ملا ہے اور نہ انشاء اللہ آئندہ مل سکے گا۔

معیار کامیابی امتحان!

مجموعی کامیابی مذکورہ بالا دس کتابیں دو حصوں میں منقسم ہیں۔

(الف) کتب اربعہ یعنے بخاری شریف مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف
(ب) کتب ستہ یعنے نسائی، ابن ماجہ مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد معانی الآثار شمائل۔

مجموعی طور پر ان دس کتابوں میں سے کم از کم چھ کتابوں میں سے کم از کم چھ کتابوں میں پاس ہونا ضروری ہے۔ بشرطیکہ کتب اربعہ میں سے تین کتابوں میں ضرور پاس ہو۔ جو طالب علم کتب اربعہ کی تین کتابوں میں کامیاب ہے۔ اسی طرح کتب ستہ کی تین کتابوں پاس ہے وہ کامیاب سمجھا جائے گا۔

اسی طرح جو طالب علم کتب اربعہ کی چاروں کتابوں میں کامیاب ہے اور کتب ستہ کی کسی بھی دو کتابوں میں کامیاب ہو گا۔ وہ ناکام سمجھا جائے گا۔ لیکن جو طالب علم کتب اربعہ کی تمام کتابوں میں کامیاب ہو۔

اسی طرح جو طالب علم کتب اربعہ کی چاروں کتابوں میں تو کامیاب ہے۔ لیکن کتب ستہ کی تمام کتابوں میں فیل ہے یا صرف ایک میں پاس ہے۔ وہ بھی ناکامیاب سمجھا جائے گا۔

ضمنی امتحان جو طالب علم کتب اربعہ کی چاروں کتابوں میں پاس ہو لیکن کتب ستہ کی تمام کتابوں میں ناکام ہو یا صرف ایک میں کامیاب ہو وہ نتیجہ شائع ہونے کے بعد کتب ستہ کی دو کتابوں یعنے نسائی اور ابن ماجہ میں ماہ ...... میں دوبارہ امتحان پاس کر کے سند فراغ حاصل کر سکتا ہے۔

اسی طرح طالب علم کتب اربعہ کی دو کتابوں میں ناکام ہو اور کتب ستہ میں سے نسائی اور ابن ماجہ میں پاس ہو وہ کتب اربعہ کی ان دو کتابوں کا جن میں ناکام ہے ماہ ...... میں دوبارہ امتحان پاس کر کے سند حاصل کر سکتا ہے۔

یہ ضمنی امتحان ماہ ...... کے علاوہ آئندہ سال شعبان ۱۳۸۱ھ میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں سند آئندہ سال دی جائے گی۔

(درجہ) [illegible]

دس کتابوں کے کل ایک ہزار نمبر ہیں۔ جن میں سے چھ کتابوں میں مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق پاس ہونا ضروری ہے۔ لہذا:۔

درجۂ علیا کے لئے ۶۰۰ یا اس سے زائد نمبر
درجۂ وسطیٰ کے لئے ۴۰۰ 〃 〃 〃
درجۂ ادنیٰ کے لئے ۲۴۰ 〃 〃

حاصل کرنے ضروری ہیں۔ جس طالب علم کے نمبر ۲۴۰ سے کم ہوں گے۔ وہ ناکام سمجھا جائے گا۔

دین پڑھنے والوں کی خوشخبری

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین متصل جامع مسجد مہاجرین میں دس شوال سے داخلہ شروع ہے۔ درس نظامی کو پوری تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ خاصکر صرف نحو کی اور منطق وفقہ کی ابتدائی کتب پوری محنت اور دلسوزی سے پڑھائی جاتی ہیں طلبا کی ہر قسم کی جائز کفایت کا مدرسہ ہذا پورا ذمہ دار ہے۔ نیز حفظ اور ناظرہ کی پڑھائی کا انتظام بھی بہترین ہے۔ داخلہ ذوالقعدہ کے آخر تک رہے گا۔ شائقین حضرات مطلع فرما دیں۔

عبدالرشید مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم الدین
بھیرہ ضلع سرگودہا۔

بقیہ: نتیجہ امتحان وفاق المدارس پاکستان

۷۸	محمد اقبال بن شبیر احمد	۵۷	۴۲	۸۸	۵۵	۷۵	۵۶	۴۵	۵۱	۴۸	۵۳	۵۷۰	کامیاب	وسطیٰ	
۷۹	عبدالغفور بن اللہ بخش	۶۶	۵۱	۸۵	۸۰	۹۸	۵۹	۶۰	۷۷	۵۵	۸۱	۷۱۲	″	علیا	
۸۰	محمد عبدالقادر بن مولانا محمد سعید	۶۵	۴۶	۴۰	۴۵	۵۲	۶۴	۴۴	۷۷	۴۰	۵۴	۵۲۷	″	وسطیٰ	
۸۱	محمد رب نواز بن اللہ بخش	۴۹	۶۳	۹۵	۵۰	۸۷	۵۰	۷۷	۷۷	۷۰	۸۷	۷۰۵	″	علیا	

دارالعلوم کبیروالہ ملتان

۸۲	غلام محمد بن جھنڈو وڈا	۵۲	۴۸	۷۹	۵۵	۴۵	۶۱	۴۱	۴۶	۴۷	۴۹	۵۲۳	″	وسطیٰ	
۸۳	عبدالقیوم بن محمد طفیل	غیر حاضر													
۸۴	مغیث الدین بن رفیع الدین	۹۶	۶۴	۱۰۰	۸۰	۱۱۰	۸۵	۹۰	۸۶	۷۵	۸۳	۸۶۹	″	علیا	اوّل
۱۶۶	بشیر احمد بن محمد صدیق	۴۲	۳۹	۵۵	۷۱	۹۳	۳۸	۴۷	۴۸	۲۴	۱۰۰	۵۵۷	″	وسطیٰ	

سراج العلوم سرگودھا

۸۶	طفیل حسین شاہ بن طالب حسین	۸۴	۴۷	۹۵	۷۰	۸۷	۶۵	۳۸	۷۵	۶۲	۵۱	۶۷۴	″	علیا
۸۷	حافظ محمد مظفر بن محمد امین	۸۵	۳۷	۷۷	۵۵	۶۰	۵۱	۳۹	۷۶	۵۵	۴۵	۵۸۰	″	وسطیٰ
۸۸	امیر حمزہ بن عبدالجبار	۶۸	۳۱	۴۵	۴۰	۳۵	۴۳	۳۵	۸۳	۲۵	۴۰	۴۳۴	″	″
۸۹	رضا محمد بن یار محمد	۸۵	۵۱	۹۴	۵۵	۱۰۰	۵۷	۶۴	۸۴	۴۵	۴۳	۶۷۸	″	علیا
۹۰	حافظ محمد عطاء اللہ بن حیات محمد	۶۶	۳۵	۶۸	۵۰	۸۵	۵۰	۵۰	۷۷	۴۲	۶۷	۵۹۰	″	وسطیٰ
۹۱	حافظ محمد صادق بن مولانا صالح محمد	۴۲	۲۵	۶۶	۵۵	۹۷	۶۳	۴۷	۷۷	۳۵	۴۱	۵۴۸	″	″

دارالعلوم ٹل کوہاٹ

۹۳	غلام یحییٰ بن عبدالوہاب	۴۱	۳۲	۴۱	۴۰	۶۸	۵۶	۴۰	۴۱	۳۰	۴۰	۴۲۹	″	″
۹۴	عبدالعزیز بن عاشور شاہ	۷۱	۴۷	۷۷	۴۰	۷۶	۶۵	۴۰	۸۷	۴۰	۴۰	۵۸۳	″	″

دارالعلوم صدیقیہ ظفر ممہ خیل

۹۵	گل ہزار بن وان محمد	۵۸	۳۵	۴۳	۴۰	۸۴	۴۳	۴۰	۵۱	۴۰	۴۰	۴۷۴	″	″
۹۷	محمد زردار بن مہرداد	۴۴	۳۹	۴۷	۴۰	۵۰	۳۹	۳۹	۷۰	۳۰	۴۰	۴۳۸	″	″
۹۸	صاحب شاہ بن خوشحال خاں	۵۸	۱۹	۴۶	۴۵	۴۳	۴۰	۳۷	۷۶	۲۵	۴۷	۴۳۶	″	″

مدرسہ معراج العلوم بنوں

۱۰۰	سید انور علی شاہ بن محمد پیاؤ	۳۰	۲۶	۳۵	۴۵	۴۰	۵۰	۲۴	۳۳	۵۱	۴۹	۴۲۷	کامیاب	وسطیٰ

دارالعلوم حمایت الاسلام غلجی کنڈر خیل

۱۰۳	عبدالشکور بن عبدالحق	۴۰	۴۲	۵۵	۴۳	۴۵	۴	۴۸	۱۸	۲۵	۴۰	۳۹۶	″	ادنیٰ
۱۰۴	محمد ابراہیم بن محمد خان	۴۰	۳۱	۶۹	۴۰	۷۵	۴۵	۳۱	۷۸	۳۰	۴۰	۴۷۹	″	وسطیٰ
۱۰۶	عمر خطاب بن جمعہ خاں	۴۰	۳۱	۶۱	۴۰	۶۳	۳۲	۳۳	۵۳	۳۰	۴۰	۴۲۷	″	″
۱۰۷	نور جمال بن مولوی محمود	۴۰	۳۲	۴۹	۴۵	۴۰	۴۱	۳۸	۴۲	۲۵	۴۰	۳۹۲	″	ادنیٰ
۱۰۸	سعید اللہ بن رضوان اللہ	۴۰	۳۴	۴۵	۵۰	۶۱	۴۳	۳۵	۶۲	۳۰	۴۰	۴۳۸	″	وسطیٰ
۱۰۹	عبدالرحیم بن عبدالکریم	غیر حاضر												

جامعہ اسلامیہ اکوڑہ

۱۱۰	محمد رسول بن بڑا خاں	۴۰	۴۱	۶۶	۴۵	۵۵	۴۰	۳۴	۶۵	۴۰	۸۲	۵۶۸	″	″
۱۱۱	عبدالغفور بن طوطی شاہ	۴۰	۱۲	۵۶	۵۵	۵۱	۴۳	۴۱	۳۵	۳۵	۴۰	۴۰۸	″	″
۱۱۳	عبدالحی بن مولانا نور محمد	۴۵	۴۰	۴۰	۶۳	۴۵	۴۰	۳۳	۴۹	۲۸	۴۱	۴۴۲	″	″
۱۱۴	عماد الدین بن نصر الدین	۵۳	۳۶	۷۹	۷۰	۸۳	۴۸	۷۰	۸۴	۴۰	۴۶	۶۰۹	″	علیا
۱۱۵	حافظ حبیب الرحمٰن بن محمد جی	۵۷	۳۴	۵۴	۴۰	۵۶	۳۹	۴۴	۶۶	۳۶	۴۳	۴۶۹	″	وسطیٰ
۱۱۶	غلام رسول بن سمندر شاہ	۴۳	۳۶	۸۷	۵۰	۸۳	۴۸	۳۱	۶۵	۲۴	۴۲	۵۰۹	″	″
۱۱۷	محمد عبدالحق بن پیر غلام	۴۰	۴۱	۵۰	۴۵	۶۰	۳۷	۳۴	۲۸	۳۰	۴۰	۴۰۵	″	″
۱۲۱	سید محمود شاہ بن سید خادم شاہ	۴۱	۴۴	۷۵	۴۵	۱۰۰	۴۴	۴۲	۶۸	۳۳	۴۳	۵۳۵	″	″

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ

۱۲۴	محمد اکبر بن عبدالجلیل	۴۴	۲۹	۴۷	۴۵	۴۰	۴۰	۲۶	۸۲	۳۰	۶۶	۴۴۹	″	″

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ

۱۳۰	عبدالشکور بن مولانا محمد خیر	۶۱	۳۹	۸۹	۷۷	۱۰۰	۳۹	۵۲	۷۹	۴۰	۷۳	۶۴۹	کامیاب	علیا
۱۳۱	حافظ محمد ظاہر شاہ بن مولانا صادق شاہ	۵۰	۴۲	۷۴	۵۵	۵۷	۶۵	۵۴	۷۲	۵۲	۶۷	۵۸۸	؍؍	وسطیٰ
۱۳۲	لطیف اللہ جان بن مولانا عبدالحنان	۵۱	۴۰	۹۰	۸۵	۸۷	۴۴	۴۶	۹۶	۵۲	۹۳	۶۸۴	؍؍	علیا
۱۳۳	علیم الحق بن فضل منان	۴۹	۳۰	۷۲	۶۳	۵۵	۴۶	۳۵	۲۳	۴۳	۴۱	۴۵۷	؍؍	وسطیٰ
۱۳۴	صوفی جان بن مولانا غلام حسن	۴۰	۳۱	۵۰	۴۵	۹۱	۴۰	۳۶	۶۴	۴۵	۴۲	۴۸۴	؍؍	؍؍
۱۳۵	سعید محمد بن عبدالغفور	۴۶	۳۶	۷۲	۴۷	۵۷	۳۶	۱۸	۷۲	۲۸	۵۰	۴۶۰	؍؍	؍؍
۱۳۶	عزیز اللہ خان بن مولوی موسیٰ خان	۴۵	۱۵	۷۲	۶۸	۶۹	۳۸	۳۷	۷۹	۴۵	۵۷	۵۲۵	؍؍	؍؍
۱۳۷	نیاز محمد بن سلطان جان	۴۵	۲۵	۶۲	۴۲	۸۰	۳۷	۳۶	۵۸	۴۲	۳۶	۴۶۳	؍؍	؍؍
۱۳۸	محمد زرین بن طاؤس	۴۸	۲۷	۸۷	۶۳	۸۵	۴۰	۳۹	۴۶	۵۰	۹۳	۵۷۸	؍؍	؍؍
۱۴۰	عبدالجمیل بن مولانا یار محمد	۵۳	۲۲	۶۲	۴۴	۳۰	۴۰	۳۲	۲۵	۵۳	۷۳	۴۳۴	؍؍	؍؍
۱۴۱	عبدالکریم بن غفران	۴۰	۵۰	۶۹	۵۰	۵۵	۳۸	۲۶	۲۵	۲۵	۴۱	۴۱۹	؍؍	؍؍
۱۴۲	محمد شریف بن محمد استاد	۴۰	۴۷	۵۵	۵۵	۱۰۰	۴۱	۳۸	۹۶	۵۰	۷۴	۵۹۶	؍؍	؍؍
۱۴۳	سید محمد یوسف بن محمد دین	۴۳	۳۷	۸۵	۵۰	۹۶	۴۶	۳۹	۱۰۳	۴۰	۶۲	۶۰۱	؍؍	علیا
۱۴۵	محمد آمین بن شرف شاہ	۴۸	۳۱	۷۷	۶۳	۷۵	۴۶	۳۹	۶۵	۳۱	۵۶	۵۳۱	؍؍	وسطیٰ
۱۴۶	دین بادشاہ بن وزیر بادشاہ	۴۷	۳۳	۹۲	۶۸	۱۰۶	۳۹	۳۹	۹۹	۵۰	۸۲	۶۵۵	؍؍	علیا
۱۴۷	محمد کریم بن حضرت نور	۴۰	۳۰	۶۰	۴۰	۷۳	۳۸	۳۰	۷۴	۲۰	۴۰	۴۴۵	؍؍	وسطیٰ
۱۴۸	حمداللہ بن عبدالربان	۵۹	۲۸	۶۴	۵۰	۷۶	۴۲	۳۹	۳۵	۵۱	۶۰	۵۰۳	؍؍	؍؍
۱۴۹	دوست محمد بن محمد صدیق	۵۲	۲۹	۵۵	۵۰	۳۰	۴۴	۳۶	۷۸	۵۰	۶۱	۴۸۵	؍؍	؍؍
۱۵۰	صاحب خان بن تراب خان	۵۰	۲۰	۴۴	۴۵	۳۵	۴۱	۳۴	۷۵	۴۵	۴۹	۴۳۸	؍؍	؍؍
۱۵۱	سید محمد امیر اعظیم شاہ بن محمد علی شاہ	۵۲	۱۷	۵۰	۴۳	۶۹	۸۲	۳۵	۷۷	۴۳	۵۰	۵۱۹	؍؍	؍؍
۱۵۲	محمد رحمان بن گل احمر	۶۷	۲۴	۴۱	۵۰	۵۳	۴۰	۳۴	۴۸	۳۲	۵۹	۴۴۸	؍؍	؍؍

دارالعلوم سرحد پشاور

۱۵۶	خائستہ خان بن حضرت گل	۴۰	۲۰	۴۱	۴۰	۷۴	۳۵	۴۱	۴۸	۲۵	۴۵	۴۰۸	؍؍	؍؍
۱۵۸	عبدالمرید بن شیر بہادر	۴۱	۶۴	۴۰	۵۵	۷۱	۴۱	۳۸	۵۳	۳۵	۶۲	۵۰۰	؍؍	؍؍
۱۵۹	غلام نبی بن غلام مصطفیٰ	۴۲	۳۹	۴۰	۴۰	۵۰	۴۰	۳۸	۷۰	۴۰	۵۸	۴۵۷	؍؍	؍؍
۱۶۰	حمید اللہ بن	۴۰	۲۹	۴۰	۴۰	۵۵	۳۸	۳۶	۵۰	۳۳	۶۱	۴۲۲	؍؍	؍؍
۱۶۲	سراج الرحمٰن بن عبدالکریم	۴۰	۳۰	۴۶	۷۰	۸۱	۴۵	۳۸	۷۸	۴۰	۶۴	۵۳۲	؍؍	؍؍
۱۶۳	محمد یوسف بن محمد غوث	۴۰	۵۲	۶۴	۷۰	۵۴	۴۲	۴۳	۹۰	۴۸	۵۵	۵۵۸	؍؍	؍؍
۱۶۴	محمد ایوب بن عبدالمنان	۴۰	۴۹	۴۲	۵۵	۷۲	۴۰	۲۴	۷۴	۴۰	۵۳	۴۸۹	؍؍	؍؍

دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ

۱۶۸	محمد اسعد اللہ بن عبدالحنان	۷۱	۳۲	۶۰	۸۵	۹۹	۳۸	۴۱	۱۰۵	۴۰	۷۱	۶۴۲	؍؍	علیا
۱۶۹	گل رحمان بن ضیاء الدین	۵۰	۳۷	۵۰	۵۵	۷۲	۴۱	۳۸	۸۳	۴۰	۶۸	۵۳۹	؍؍	وسطیٰ
۱۷۰	نصراللہ بن عبدالرحمٰن	۴۷	۳۱	۴۶	۵۳	۹۲	۳۹	۴۳	۸۵	۳۳	۹۲	۵۶۱	؍؍	؍؍
۱۷۲	عبدالرشید بن عبدالحمید	۵۳	۳۴	۸۶	۷۹	۷۶	۶۵	۴۲	۹۴	۲۹	۷۹	۶۳۷	؍؍	علیا
۱۷۴	صالح خان بن	۴۰	۴۲	۴۰	۴۷	۶۵	۳۵	۳۹	۹۲	۳۶	۶۲	۴۹۸	؍؍	وسطیٰ
۱۷۵	شمس الاسلام بن باچا غنی	۴۵	۳۳	۸۵	۸۸	۱۰۶	۵۶	۶۹	۱۰۲	۵۲	۶۳	۶۹۹	؍؍	علیا
۱۷۷	رحیم النور سید بن امیر شاہ	۴۱	۲۳	۴۰	۵۴	۸۰	۳۵	۳۸	۹۰	۴۰	۵۹	۵۰۰	؍؍	وسطیٰ
۱۷۹	رحیم الدین بن میر احمد جان	۴۰	۵۰	۶۲	۴۰	۷۶	۳۸	۳۸	۸۳	۲۸	۴۱	۴۹۶	؍؍	؍؍
۱۸۰	مذکر شاہ بن مبارک شاہ	۴۰	۴۸	۴۰	۴۰	۸۹	۵۸	۴۴	۷۵	۳۲	۹۸	۵۶۴	؍؍	؍؍
۱۸۱	منہاج الدین بن مولوی عبدالقادر	۴۹	۴۱	۸۴	۵۰	۱۰۰	۴۲	۴۵	۸۱	۴۰	۱۱۰	۶۴۲	؍؍	علیا
۱۸۲	محمد نور بن عبداللہ	۴۰	۳۳	۴۸	۴۹	۷۸	۲۹	۳۸	۸۴	۲۸	۵۹	۴۹۶	؍؍	وسطیٰ
۱۸۵	عبدالحکیم بن محمد حق	۴۱	۳۵	۶۰	۴۵	۹۲	۳۶	۳۰	۷۷	۲۵	۵۸	۴۹۹	؍؍	؍؍

دار العلوم اسلامیہ چارسدہ

۱۸۶	محمد امین بن گل احمد	۴۴	۴۰	۵۸	۴۸	۸۶	۳۷	۵۳	۷۰	۴۰	۹۹	۵۷۳	کامیاب	وسطیٰ
۱۹۰	عبدالواحد بن محمد حسن	۵۱	۲۹	۶۸	۶۵	۸۰	۳۸	۳۲	۶۸	۲۷	۵۸	۵۱۶	״	״
۱۹۱	محمد نادر بن محمد ہاشم	۴۰	۳۸	۷۰	۷۰	۵۲	۳۹	۳۷	۴۲	۲۱	۴۶	۴۵۵	״	״
۱۹۲	عبدالحکیم بن رحیم جان	۴۰	۲۱	۴۰	۵۵	۴۰	۴۱	۳۲	۵۰	۱۵	۴۴	۳۷۸	״	ادنیٰ
۱۹۳	حبیب اللہ جان بن محمد عبدالکریم	۴۰	۴۳	۴۵	۵۰	۴۲	۴۵	۳۳	۷۷	۳۲	۶۴	۴۶۵	״	وسطیٰ
۱۹۵	عبداللہ بن مولانا عبدالرحمن	۴۰	۴۷	۶۰	۴۳	۶۵	۳۹	۳۹	۵۱	۳۵	۵۶	۴۰۵	״	״
۱۹۸	کفایت اللہ بن غلام سبحانی	۴۰	۴۲	۴۲	۴۵	۳۵	۳۸	۳۴	۶۸	۲۲	۷۵	۴۱۴	״	״
۲۰۰	محمد عیسیٰ بن سید عالم	۴۰	۴۰	۴۵	۳۸	۷۶	۲۸	۴۰	۷۵	۳۵	۶۵	۴۸۲	״	״
۲۰۱	فضل وہاب بن سلطان کریم	۴۳	۳۵	۶۱	۵۰	۴۰	۳۶	۳۹	۸۶	۴۵	۵۱	۴۸۶	״	״
۲۰۲	فقیر محمد بن دین محمد	۴۲	۲۳	۵۳	۴۵	۳۵	۳۸	۴۰	۶۲	۲۲	۴۰	۴۰۰	״	״
۲۰۳	عبدالرحمٰن بن نور محمد	۴۰	۲۴	۵۵	۴۰	۵۰	۳۲	۴۵	۶۲	۴۰	۴۰	۴۲۸	״	״
۲۰۵	سید گلزار بن سید کمال	۴۹	۵۳	۹۴	۷۵	۷۶	۳۷	۴۲	۵۷	۵۵	۷۸	۶۱۶	״	علیا
۲۰۶	بزرجمہر بن عبدالواحد	۵۶	۵۳	۹۱	۷۸	۱۱۰	۴۷	۴۵	۹۸	۵۸	۱۰۷	۷۴۳	״	״
۲۰۷	محمود بن محمد الیاس	۴۸	۶۳	۹۵	۷۰	۹۶	۳۷	۴۴	۹۸	۶۲	۷۴	۶۸۷	״	״
۲۰۸	محمد درویش بن محمد شفیع	۶۱	۳۸	۹۵	۷۵	۹۵	۴۷	۵۵	۵۹	۶۰	۷۴	۶۵۹	״	״
۲۰۹	صاحب خان بن جان محمد	۴۳	۳۹	۹۵	۶۰	۱۰۰	۴۳	۴۳	۶۰	۴۳	۵۱	۵۷۷	״	وسطیٰ
۲۱۰	نور الوہاب بن عبدالوہاب	۴۰	۴۳	۸۶	۶۵	۹۷	۳۷	۳۹	۸۳	۴۴	۴۶	۵۸۰	״	״
۲۱۱	محمد شفا بن محمد حسن	۵۰	۳۲	۶۹	۷۵	۵۷	۳۰	۳۵	۸۸	۴۱	۴۵	۵۲۲	״	״
۲۱۲	اختر محمد بن عبدالواحد	۵۴	۶۹	۹۵	۵۵	۱۰۰	۵۲	۶۴	۷۳	۵۵	۶۳	۶۸۰	״	علیا
۲۱۳	فیض محمد بن ملا طور اخونزادہ	۵۶	۳۳	۹۳	۷۰	۱۰۸	۳۷	۳۶	۸۳	۵۲	۵۵	۶۲۳	״	״
۲۱۴	محمد سعید قمر بن سید گوہر	۴۰	۲۴	۴۳	۴۰	۴۰	۳۳	۳۰	۶۵	۲۵	۴۴	۳۸۰	״	ادنیٰ
۲۱۵	فقیر محمد بن مولوی میر احمد	۵۰	۴۱	۷۴	۴۵	۹۵	۳۵	۶۰	۶۱	۳۲	۶۷	۵۶۰	״	وسطیٰ
۲۱۶	محمد جعفر بن عبدالاکبر	۴۸	۳۲	۴۰	۵۸	۶۵	۳۴	۳۶	۷۳	۲۹	۴۴	۴۵۹	״	״
۲۱۷	سحر گل بن نور گل	۴۰	۱۵	۴۰	۴۰	۴۵	۳۱	۳۷	۵۹	۴۰	۲۱	۳۶۸	״	ادنیٰ
۲۱۸	عبیداللہ بن عبداللہ	۵۶	۹	۵۰	۷۳	۸۳	۳۶	۳۸	۷۷	۶۹	۴۴	۵۳۵	״	وسطیٰ
۲۱۹	نعیم اللہ بن گل ظریف	۴۵	۵۲	۶۲	۵۵	۱۰۰	۳۲	۳۴	۸۶	۴۵	۴۰	۵۵۱	״	״
۲۲۰	غلام سرور بن عبدالصمد	۴۰	۲۰	۴۲	۴۰	۹۰	۲۶	۳۴	۹۰	۲۸	۴۷	۴۵۷	״	״
۲۲۱	عبداللہ جان بن عبداللہ خان	۴۳	۴۱	۴۶	۶۵	۴۶	۳۱	۳۶	۷۳	۴۸	۶۳	۴۹۲	״	״
۲۲۲	ظفر خان بن اعظم خان	۴۲	۴۵	۴۶	۴۰	۳۵	۴۱	۳۹	۶۱	۴۰	۵۳	۴۴۳	״	״
۲۲۴	عبدالرحمٰن بن عبدالحکیم	۴۱	۳۷	۵۵	۴۰	۶۰	۳۶	۳۸	۵۸	۳۰	۵۱	۴۴۶	״	״
۲۲۵	سعید الرحمٰن بن پائندہ گل	۴۰	۳۲	۴۱	۶۷	۴۰	۴۰	۴۰	۵۰	۳۰	۵۲	۴۳۲	״	״
۲۲۶	حضرت سید بن غلام سید	۴۹	۴۷	۵۴	۶۰	۵۰	۴۷	۳۹	۷۳	۴۰	۹۴	۵۵۳	״	״
۲۲۷	فضل سبحانی بن مولوی فضل مولیٰ	۴۴	۳۵	۷۱	۴۰	۴۰	۳۴	۳۴	۴۵	۲۵	۵۳	۴۲۱	״	״
۲۲۸	میر اعظم شاہ بن یعقوب شاہ	۴۰	۲۳	۴۴	۵۵	۵۵	۳۹	۲۵	۳۷	۴۱	۵۶	۴۲۵	״	״
۲۳۰	رجب گل بن حلیم گل	۴۶	۵۶	۵۶	۵	۷۳	۴۰	۴۵	۴۶	۴۰	۹۲	۵۷۹	״	״
۲۳۱	عبدالمجید بن عبدالواحد	۴۶	۴۳	۶۱	۴۰	۷۵	۴۱	۴۰	۸۱	۳۰	۴۴	۵۰۱	״	״

نتیجہ

ادارہ خدام الدین نے نتیجہ صحیح شائع کرنے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کہیں شبہہ گزرے تو اس کے متعلق رجسٹرار امتحانات وفاق المدارس العربیہ ملتان سے رجوع فرمائیں۔ نیز واضح رہے کہ ناکام طلبہ کرام کے نام یہاں درج نہیں کئے گئے۔ (ایڈیٹر)

مدرسہ عربیہ مخزن العلوم خانپور

امسال حضرت محمد ابراہیم صاحب بطور شیخ الحدیث تشریف لا رہے ہیں شائقین علم حدیث جلدی مدرسہ مذکورہ میں پہنچنے کی کوشش کریں۔ آخری عشرہ ذوالحجہ میں حضرت مولانا درخواستی بھی حج مبارک سے فارغ ہو کر واپس مخزن العلوم پہونچکر اسباق شروع فرمائینگے

(خواجہ) حنیف ادیب - چکوال

بچّوں کا صفحہ:-

رحمۃ للعلمین

سیرت و کردار

(۱)

مکہ کی ایک گلی میں ایک نحیف و نزار بڑھیا ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ یہ بڑھیا لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھائے ہوئے تھی۔ بڑھیا کے گرتے ہی لکڑیوں کا گٹھا ایک طرف جا گرا اور بڑھیا ایک طرف۔

دفعتاً ایک شخص آگے بڑھا۔ بڑھیا کو سہارا دیا اور پھر لکڑیوں کا بنڈل اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اس شخص نے بڑھیا کو گھر تک پہنچا دیا۔ اور اس کی لکڑیاں بھی گھر تک چھوڑ آیا اور بڑھیا سے نہایت نرم لہجہ میں کہا:- آئندہ جب کبھی بھی تمہیں اس قسم کا کوئی کام درپیش ہو تو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔

بڑھیا مشکور نگاہوں سے اس کے چہرے کو تک رہی تھی جو اس کے لئے فرشتۂ رحمت تھا۔ مگر یہ شخص کون تھا سراپا رحمت و شفقت.... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے سایہ تلے آرام فرما رہے ہیں۔ آپ محو خواب ہیں۔ آپ کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی ہے۔ یکایک ایک شخص آ نکلتا ہے۔ اس نے نہایت اطمینان سے درخت سے لٹکی ہوئی تلوار اتار لی اور حضور نبی کریمؐ کو تلوار کی نوک سے بیدار کرتے ہوئے کہا:-

"بتا! اب تجھے میرے ہاتھوں سے کون بچا سکتا ہے؟"

یہ شخص ایک ایسا کافر تھا جو آپ کے خون کا پیاسا تھا۔ آپ آہستہ سے اٹھے اور نہایت نرمی سے جواب دیا: "میرا خدا!"

آپ کے چہرۂ مبارک پر اس قسم کے انتہائی نازک اوقات پر بھی خوف و ہراس کے کوئی آثار پیدا نہ ہوتے۔ اس شخص نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پُرخطر حالات میں سکونِ قلب کی جب یہ کیفیت دیکھی اور آپ کا یہ پُرتحمل جواب سُنا تو تلوار آپ کے قدموں میں ڈال دی۔ یہی تلوار آپ نے اٹھا لی اور پوچھا "تو بتا! اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟"

یہ شخص مارے خوف کے لرز گیا۔ اس نے بدحواسی سے جواب دیا:- "اب تو آپ ہی میرے حال پر رحم کر سکتے ہیں۔"

چونکہ یہ شخص خدا پر کامل ایمان نہ رکھتا تھا۔ اس لئے اس سے کسی اور جواب کی توقع بھی نہ تھی۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا:- "میں نہیں بلکہ وہی خدا جس نے مجھے تیرے ہاتھ سے بچایا۔"

اور اس کے بعد آپ نے تلوار میان میں ڈال دی۔

یہ سرورِ کائناتؐ کی مجسم اخلاقی زندگی کے دو واقعات ہیں۔ آپؐ کی تمام زندگی اسی قسم کے واقعات سے بھرپور ہے جس سے غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

ہمارا نبیؐ

سارے نبیوں سے افضل ہمارا نبیؐ
ہے زمانہ کی ہر شے سے پیارا نبیؐ

دینِ فطرت کا روشن ستارا نبیؐ
والیِ دو جہاں ہے ہمارا نبیؐ

جس کی خاطر بنا ہے یہ سارا نظام
ہے وہ سارے زمانے کا پیارا نبیؐ

رُتبہ معراج کا جن کو حاصل ہوا
خالقِ دو جہاں کا دُلارا نبیؐ

ساقیٔ کوثر و شافعِ روزِ حشر
خاتمُ الانبیاؐ ہے ہمارا نبیؐ

ہے یتیموں کا ملجا و ماویٰ رسولؐ
بے بسوں، بے کسوں کا سہارا نبیؐ

انورِ خستہ کی ہے تمنّا یہی
دیکھے روضہ یہ جا کر تمہارا نبیؐ

(حافظ نور محمد انورؔ کالاباغ)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری .T.B.C ۳۰/۲۷/۲۴۸ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔